ختم نبوت زندہ باد | حیات النبی ﷺ زندہ باد | شان رسالت ﷺ زندہ باد | یا اللہ مدد | شان صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہؒ زندہ باد | خلافت راشدہ حق چار یارؓ

اصلی کلمہ اسلام: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلہ صفدر

45

نومبر 2014ء / محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

بیاد

محدثِ عرب و عجم آبروئے دیوبند امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرۃ مولانا شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید سید حسین احمد مدنی، خلیفہ مجاز رئیس المفسرین حضرۃ مولانا حسین علی

بفیضان

مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی

اِن اُنچاس (۴۹) علماءِ کرام اور مشائخ عظام کی تحریرات کو سنینِ وفات کی ترتیب پر رکھا گیا ہے جس سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ علماء اپنے اکابر و اسلاف کی لڑی میں مسلسل جڑے ہوئے ہیں۔ بانئ دار العلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم تک کے تمام اکابر علماء کی روشن تحریرات سے واضح ہوگا کہ ان تشریحات کے مقابلہ میں یزید کے بارہ میں ایک بدعی عقیدہ کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے۔

جو حضرات موجودہ زمانہ میں تردیدِ رفض کی راہ میں یزیدیت کے کانٹوں میں اُلجھ کر بوئے حسینی سے دُور ہو رہے ہیں اُن کے لیے یہ روشن تحریرات گلدستۂ ایمان ثابت ہوں گی۔

(یزید اکابر دیوبند کی نظر میں!)

مظہریہ دار المطالعہ

0312 4612774 0334-4612774

khadim.khan4@yahoo.com

انجم نیازی

شہزادۂ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

اُسے جنت کی خوشبو یا مَیں خوشبوئے حرا لکھوں
حسینؓ ابن علیؓ کو مختصر لفظوں میں کیا لکھوں

اُسے یہ زیب دیتا ہے اگر میں اپنے شعروں میں
سمندر سے کہیں گہرا، پہاڑوں سے بڑا لکھوں

اُسے قاری کہوں قرآن کا یا نوک نیزہ پر
رسالت کا لب و لہجہ برستا بولتا لکھوں

دھنک رنگوں کی صورت اس کو دیکھوں چار سو اپنے
گلابوں کی جبینوں پر اسے لکھا ہوا لکھوں

بہادر موت سے ڈرتے نہیں، ڈرتی ہے موت اُن سے
کتابوں میں یہ فرمانِ شہیدِ کربلا لکھوں

کسی بھیگی ہوئی شب کے حسیں مہتاب کی صورت
خود اپنی روشنی میں آپ اُن کو تیرتا لکھوں

کسی تصویر میں ڈوبے مصور کی طرح انجمؔ
اسے میں بارہا سوچوں اسے میں بارہا لکھوں

☆☆☆☆☆

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

ترتیب

عنوان	مصنف	صفحہ
اداریہ............................	احسن خدامی......	2
ذکر اللہ کی فضیلت.................	مولانا ابوالحسن بھٹی	4
اقصیٰ کے سوداگر..................	مفتی ابولبابہ شاہ..	7
الشریعہ کا ''انکارِ جہاد نمبر''............	سعدی کے قلم سے	10
اربابِ الشریعہ کی خدمت میں!	حافظ محمد اسامہ مکی	13
قضیہ مولانا راشدی صاحب!	مولانا عبدالرحیم..	25
مولانا عبدالقادر اور عقیدہ حیات	حمزہ احسانی......	34
یزید، اکابرِ دیوبند کی نظر میں!	مولانا محمد عابد......	37
مجالس حضرت نعمانی............	حمزہ احسانی......	42
مشاہدات بجواب شواہدات......	احسن خدامی......	46
زبیر علی زئی کا تعاقب..............	مولانا رب نواز	51

برائے ترسیلِ زر، اجراءِ رسالہ وخط وکتابت
مولانا احسن خدامی صاحب، مکان نمبر4، گلی نمبر82
محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

احسن خدامی

محرم الحرام کی آمد

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پھر محرم الحرام کے مہینے سے نیا اسلامی سال شروع ہو رہا ہے۔ اس مہینے میں دو اہم واقعات اسلامی تاریخ کے عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا، جنہوں نے اللہ کی زمین پر عادلانہ و منصفانہ اسلامی نظام قائم کیا اور اسے برداشت نہ کر پانے والوں کے ہاتھوں شہادت کا رتبہ پایا۔ دوسرا سید الشہداء حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا، جنہوں نے ظالمانہ و جابرانہ غیر اسلامی طرز حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کے نتیجے میں حکومت وقت کے ہاتھوں جرعۂ شہادت نوش فرمایا۔

ان دونوں شخصیات کی زندگی اور شہادت ہماری اجتماعی زندگی کے دو اہم ترین سبق اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ خلیفۂ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ جب تمہیں حکومت یا عہدہ ملے تو صرف اللہ سے ڈرو اور اللہ کی زمین پر عدل وانصاف قائم کرو!

جبکہ جنت کے جوانوں کے سردار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اور شہادت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک مسلمان حکمران جب تک اسلامی نظام پر قائم رہے، عدل وانصاف کرتا رہے اور شعائر اسلام کا احترام کرے تب تک اس کا ساتھ دو! اور اگر وہ شعائر اسلام کو پامال کرنے لگے، اللہ کے قانون کو توڑنے لگے اور عدل وانصاف کی جگہ ظلم وآمریت کو شعار بنالے تو اب خاموش نہ رہو بلکہ اللہ کے قانون کے تحفظ کی خاطر جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو! اس راہ میں جان بھی دینی پڑے تو جان بھی قربان کردو!

اگر ہمارے حکمران اور ہماری عوام صرف اِن دونوں شخصیات کی زندگیوں اور شہادت سے ملنے والے اسی پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہیں تو ہماری اجتماعی اور سیاسی صورت حال وہ نہ رہے جو ہو چکی ہے۔

محرم الحرام کا بابرکت مہینہ ادب واحترام اور عزت والا ہے، لیکن افسوس کہ وطن عزیز پاکستان میں دشمنانِ صحابہؓ (ماتمی جماعت) کی واضح غنڈہ گردی کی وجہ سے یہ مہینہ اسلامیانِ پاکستان کے لیے وبالِ جان بن جاتا ہے۔ ایک مخصوص ٹولہ اپنے مخصوص ماتمی جلوسوں کو اہل سنت کی مساجد ومراکز اور عوامی شاہراہوں

سے گذارنے پر عرصۂ دراز سے مصر ہے اوران ماتمی جلوسوں میں بزرگان اسلام اوراعلام اہل سنت کی شخصیات کے بارے میں زبان درازی اورتبرا کو یہ لوگ اپنا مذہبی حق اور فریضہ سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے سنّی مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوتا اور مار کٹائی، قتل وقتال تک نوبت پہنچتی ہے۔ مگر نہ توان ماتمیوں کواس بات کا احساس ہوتا ہے اور نہ حکومت ہی اس پر غور کرتی ہے کہ کیوں نہ ہر سال شدید اشتعال اور بے چینی کا باعث بننے والے ان جلوسوں کوان ماتمیوں کے امام باڑوں تک محدود کیا جائے اورقوم کواس مبارک مہینے میں اس دردناک اذیت سے نجات دلائی جائے۔

گزشتہ سال تعلیم القرآن راولپنڈی کا جو دردناک سانحہ پیش آیا اور ہر سال جو کوئی نہ کوئی افسوس ناک واقعہ پیش آجاتا ہے جس کی بناء پر عوام کا امن وسکون اور ملک کا ماحول غارت ہوکررہ جاتا ہے، ان واقعات کو، اور وطن عزیز کے نازک حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جلد حکومت کو یہ اہم فیصلہ کرلینا چاہیے اورایک چھوٹے سے طبقے کے ماتمی جلوسوں کوان کے امام باڑوں تک محدود کرکے قوم کواس اذیت اور کرب سے نجات دلادینی چاہیے۔☆

کچھ دیر حدیث کے ساتھ

مولانا ابو الحسن بھٹی

ذکر اللہ کی فضیلت

مسند ابو حنیفہ کی ایک حدیث اور اس کی تشریح

حدیث :أبو حنيفة عن علی ابن الأقمرعن النبی ﷺ مر بقوم يذكرون الله تعالیٰ فقال: انتم من الذين أمرتُ أن أصبرنفسی معهم، وماجلس عدلكم من الناس فيذكرون الله إلّا حفتهم الملا ئكة بأجنحتها وغشيتهم الرحمة و ذكر هم الله فيمن عنده.

[مسند أبی حنيفة برواية الحصكفی. ص:۲۱]

ترجمہ: ابو حنیفہ علی بن الاقمر سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہی تھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے پاس مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تم جیسے لوگ جب بھی اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کو اپنے پَروں سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ان کا ذِکر (خیر) (فرشتوں کے) اس مجمع میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتا ہے۔

فقه الحديث و التشريح

۱۔ علی بن الاقمر تابعی ہیں اس لیے یہ حدیث مرسل ہے۔ مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جسے تابعی صحابی کے واسطہ کے بغیر براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے نقل کرے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ قوم کے پاس تشریف لائے: اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ پس سارے لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر عبادت کے لیے کسی جنگل وغیرہ میں بسیرا کرنا درست نہیں ہے۔

۳۔ قوم کا لفظ کافر اور مسلم سب پر بولا جاتا ہے اس جگہ قوم سے صحابہ کرام مراد ہیں۔

۴۔ صحابہ کرام کا ایک خاص وصف بھی معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

۵۔ اُمِرْتُ : کا نائب فاعل لفظ ''اللہ'' ہے یعنی اللہ نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ ذکر کرنے والے صحابہ کے مجمع میں اہتمام کے ساتھ بیٹھا کریں۔

۶۔ ذکر کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں اس لیے آپ ﷺ کو ان میں بیٹھنے کا پابند فرمایا۔

۷۔ چونکہ اس جگہ ذکر کرنے والے صحابہ کرام ہیں اس لیے اللہ کے ہاں ان کا معزز ہونا بھی معلوم ہوا۔

۸۔ذاکرین کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ یہ وہ مبارک جماعت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بیٹھے۔

۹۔صحابہ کرام کے مجمع میں رسول اللہ ﷺ کو بیٹھنے کا حکم ہوا۔ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑوں مثلاً پیر، استاذ کو چھوٹوں مثلاً مریدوں اور شاگردوں میں بیٹھنا درست ہے۔

۱۰۔رسول اللہ ﷺ نے ذکر والی خوبی کی وجہ سے صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی کی۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

۱۱۔رسول اللہ ﷺ نے حوصلہ افزائی میں صحابہ کرام کی تعریف کی ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت کسی کی منہ پر تعریف کر سکتے ہیں البتہ خوشامد کے طور پر کسی کی تعریف کرنا صحیح نہیں ہے۔اس کی ممانعت اپنی جگہ پر ثابت ہے۔

۱۲۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم جیسے لوگ جب ذکر کرتے ہیں تو... ''تم جیسے'' میں تشبیہ کس چیز میں ہے یہ شروحات دیکھنے سے معلوم ہوگا، فی الحال میرے پاس کوئی شرح نہیں نہ عربی اور نہ ہی اردو۔کتب خانہ سے الگ تھلگ مسجد میں اعتکاف والوں کے ساتھ بیٹھ کر لکھ رہا ہوں۔

۱۳۔''تم جیسے لوگ'' سے سمجھ آتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد امت کے عام ذاکرین (ذکر کرنے والوں) کی فضیلت بیان ہو رہی ہے۔

۱۴۔فیذکرون الله: ذکر میں تلاوت، تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ)، تھلیل (لاالہ الا اللہ) اور دعا مانگنا وغیرہ سب اذکار شامل ہیں۔

۱۵۔حفت: ف کی تشدید کے ساتھ ہے کہ فرشتے ذاکرین کا احاطہ کر لیتے ہیں۔لفظ ''احاطہ'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کرنے والوں کا کوئی فرد بھی فرشتوں کے گھیرے سے باہر نہیں ہوتا۔شاید اسی حکمت کو بتانے کے لیے ''فرشتے نازل ہوتے ہیں'' کی بجائے ''فرشتے احاطہ کر لیتے ہیں'' بیان فرمایا۔

۱۶۔الملائکہ: میں الف لام عہد کا ہے مراد رحمت کے فرشتے ہیں یعنی ذکر کرنے والوں کو رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں۔

۱۷۔فرشتوں کے پر بھی ہوتے ہیں جن کی تعداد کتب حدیث میں مختلف بتائی گئی ہے۔

۱۸۔''پروں سے گھیر لیتے ہیں'' سے اشارہ ملتا ہے کہ فرشتے ذکر کرنے والوں کے انتہائی قریب اور ان سے ملے ہوئے ہوتے ہیں،لیکن انسان عموماً ان کے قرب ومعیت کو محسوس نہیں کر پاتے۔

۱۹۔غشیت: اس جگہ'' نزلت ''نہیں کہا کہ رحمت نازل ہوتی ہے۔بلکہ'' غشیت ''فرمایا کہ رحمت ذکر کرنے والوں کو ڈھانپ لیتی ہے'' غشیت ''میں کثرت کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ جو کثیر ہوگی وہی

ذاکرین کے مجمع کو ڈھانپ سکے گی۔

۲۰۔ غشیتھم الرحمہ: ''الرحمۃ'' میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے۔ای رحمۃ اللہ یعنی اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔

۲۱۔ذاکرین کے مجمع میں فرشتوں کا آنا بھی رحمت ہے۔مگراس کے ساتھ رحمتِ الٰہی بھی انہیں ڈھانپ لیتی ہے یہ خاص رحمت ہے اور فرشتوں کا آنا عام رحمت ہے۔

۲۲۔فیمن عندہ: لفظ'' من'' سے مراد فرشتے ہیں جس میں ملائکہ مقربین بھی شامل ہیں یعنی ان فرشتوں کے مجمع میں اللہ ذکر کرنے والوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۳۔ذکر کرنے والے کا اللہ کے ہاں تذکرہ ہوتا ہے اور یہ ذکر کرنے والے کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جسے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے یوں بیان فرمایا۔

''آقا کے دربار میں ذکر،محبوب کی مجلس میں یاد ایک ایسی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کرسکتی۔''
[فضائل قرآن،ص:۳۹]

ع ''ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے۔'' [حکایات صحابہ،ص:۱۰۲]

۲۴۔ذکر کرنے والے کا تذکرہ فرشتوں کے سامنے بطور مدح کے ہوتا ہے یا بطور فخر کے۔اس کی تفصیل اس طرح ہے؛

الف۔فرشتے اگرچہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں مگر ان میں صرف نیکی کا مادہ ہے گناہ کا نہیں اور وہ دنیاوی ضروریات سے بھی بے نیاز ہیں۔جبکہ انسان میں نیکی کے ساتھ گناہ کا مادہ ہے دنیاوی شہوات اور لذتیں بھی اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔اس لیے اس کا اللہ کے ذکر میں مصروف ہوجانا زیادہ قابلِ مدح ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا بطور مدح کے فرشتوں کے مجمع میں تذکرہ کرتے ہیں۔

ب۔سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت فرشتوں نے اللہ سے عرض کیا تھا کہ انسان کو پیدا نہ کرو یہ دنیا میں فساد مچائے گا،لیکن جب انسان اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے مجمع میں فخریہ بیان کرتے ہیں کہ یہی انسان ہے جس پر تم نے طعن کیا تھا وہ تو مجھے یوں یاد کررہا ہے!! ☆☆

نزول مسیح کا عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔(مولانا مفتی شفیعؒ)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''قادیانی مذہب اوراس کی تحریفات نے جن ضروریات اسلامیہ کو تختۂ مشق بنایا ہے وہ غالباً ہمارے قارئین سے مخفی نہیں۔ختم نبوت کا انکار،نزول مسیح کا انکار اور فرشتوں کا زمین پر آنے سے انکار وغیرہ وغیرہ۔''[جواھر الفقہ،۱۶۵/۲]

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

اقصیٰ کے سوداگر

موشے زلمان ۳۱/جولائی ۱۹۶۲ء کو پیدا ہوا۔ اس کا پورا نام موشے زلمان فیجلن رکھا گیا۔ اس نام میں اسرائیل کے پہلے یک چشم وزیرِ دفاع موشے دایان کے ساتھ جزوی مماثلت تھی۔ یہ اس کی طرح یک چشم تو نہیں، لیکن اس سے زیادہ کائیاں اور عیّار ہے۔ اس نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی کی ابتدا اسرائیلی فوج میں کمیشن حاصل کر کے کی۔ ۴/سال کے عرصے میں یہ کیپٹن کے عہدے پر جا پہنچا۔ اگر اسی رفتار سے ترقی کرتا تو موشے دایان جیسی کفر مستیوں تک جا پہنچتا، لیکن یہ مردِ میدان نہ تھا۔ اس کا مزاج سیاست اور جوڑ توڑ والا تھا۔ ۱۹۸۲ء کی اسرائیل لبنان جنگ میں اس نے جب جنگ کی ہلاکت خیزیاں قریب سے دیکھیں تو اسرائیلی فوج میں اعلیٰ عہدے تک پہنچنے کا سودا دماغ سے نکل گیا۔ اس نے فوج سے استعفاء دیا اور سیاست کی طرف آ گیا۔ اس وقت یہ اسرائیلی اسمبلی...... جو ''وادی تیہ'' کے بھٹکائے ہوئے یہودیوں کی طرح خدائی آفت زدہ صہیونی دماغوں پر مشتمل ہے...... کا رُکن ہی نہیں، ڈپٹی اسپیکر بھی ہے۔ اس نے ''منہیگٹ یہودت'' نامی بنیاد پرست یہودی تنظیم بھی بنا رکھی ہے۔ اس کی تاحیات سربراہی کا اعزاز اپنے پاس رکھنے کا خواہشمند ہے تاکہ جمہوریت کا بول بالا رہے اور اس کی خود ساختہ یہودیت اس کے سائے میں پروان چڑھتی رہے۔ ہمارا یہ ممدوح روایتی قسم کی ٹھیٹھ اسرائیلی سیاست بازی کے ساتھ کالم نگاری کا شغل بھی رکھتا ہے۔ اس کے ایک حالیہ کالم نے ہمارے کان کھڑے کیے اور ہماری کچھ بھولی بسری یادیں تازہ کروا دیں تو ہمیں اس کا مکمل تعارف حاصل کرنے کا شوق چرایا۔ ان کی تحریر سے ایک مخصوص سوچ کی ترویج اور اس سوچ کے حاملین کے ساتھ خصوصی مماثلت پائی جاتی تھی جس کی بنا پر ہم مجبور ہوئے کہ آنجناب کی ذاتِ رذیل کا مکمل تعارف حاصل کریں تاکہ ان سے مماثلت رکھنے اور ان کی بولی بولنے والے نام نہاد دانشوروں سے قارئین کو آگاہی دے سکیں۔

موشے زلمان فیجلن نے اپنے تازہ ترین کالم میں اسرائیلی افواج کی ہمہ جہت رسوائی کا رونا رونے اور اسرائیلی وزیراعظم کی بے تدبیری پر انہیں کوسنے کے بعد جنگ کا متبادل دو نکاتی لائحہ عمل پیش کیا ہے:

[۱] القدس میں رہائش پذیر فلسطینی مسلمانوں کو کچھ رقم دی جائے تاکہ وہ یہاں سے...... غزہ کے علاوہ...... کہیں اور چلے جائیں۔ غزہ کے مسلمانوں کو بھی وہی پیش پیشکش کی جاسکتی ہے، لیکن اس کی ایسی خاص ضرورت پیش نہیں آئے گی، کیونکہ القدس کے یروشلم بنتے ہی وہاں ''الاقصیٰ'' کی جگہ ''ہیکل'' تعمیر ہو جائے گا۔ مسیحائے منتظر کے خروج

کی راہ ہموار ہوگی اور آگے غزہ اور باقی پوری دنیا پر یک قطبی عالمی حکومت کا کارنامہ مسیحا خود ہی انجام دے گا۔

[۲] فی الحال مسجد اقصیٰ کے صحن میں ۱۰۰ ارمیٹر کا ایک بفرزون قائم کر دیا جائے جسے قطعی طور پر غیر عسکری اور غیر متنازعہ علاقہ قرار دے کر یہود کو وہاں وہی عبادتیں کرنے کی اجازت دی جائے جو سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد بچھڑے کی پوجا جیسی عاقلانہ حرکتوں سے مشابہت رکھتی ہوں۔

احقر کوشش کرے گا کہ ان دونوں تجاویز پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ بات کہے جو خدا لگتی ہو اور سینہ بہ سینہ یا بالمشافہ نقل ہو کر اس عاجز تک پہنچی ہے۔ جہاں تک جنگ پر آنے والے اخراجات کو فلسطینی مسلمانوں کے حوالے کرنے کی بات ہے تو موشے زلمان اور اس جیسے مادیت زدہ ذہنیت کے حامل لوگ کبھی نہیں سمجھ سکتے کہ فلسطین کے مسلمانوں کے لیے یہ زمین کا جھگڑا نہیں ہے، یہ فلسطینی مسلمانوں کی روح میں رچی بسی مقدس اور بے پناہ عقیدت کا معاملہ ہے۔ ''الاقصیٰ'' کا تحفظ ان کا ایمان ہی نہیں، ان کی روح اور جان بھی ہے۔ وہ اسے اپنی زندگی کا حاصل اور اپنی حیات کا مقصد سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی رنچھوڑ لائن کا متروکہ سینی گاگ نہیں، جسے کراچی بدر ہونے والے لکھ پتی سرمایہ دار یہودی کھلم کھلا بیچتے اور خانہ خدا سے دام کھرے کرتے وقت نہ شرمائیں۔ اقصیٰ کی ایک ایک انچ اور ایک ایک اینٹ فلسطینی مسلمانوں کے لیے دنیا کا تیسرا مقدس ترین مقام ہے اور ان کے عاشقانہ زعم میں اللہ رب العزت نے انہیں اس کا رکھوالا بنایا ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ یہ رقم اُن یہودیوں کو دے دی جائے جنہیں دنیا بھر سے مسیحا کے استقبال کا جھانسہ دے کر یہاں بلایا گیا اور اب انہیں مسیحا کا دیدار نصیب ہوتا ہے، نہ واپسی کا راستہ ملتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کے مقدس صحن میں...... جو مجاہد فلسطینی قوم کے علاوہ ملکوتی مخلوق کی سجدہ گاہ بھی ہے...... کسی حیلے بہانے سے قدم جمانے کی جگہ حاصل کر لینا صہیونیت کا پرانا چکمہ ہے جو وہ مسلمانوں کو سادہ لوح سمجھ کر انہیں دینا چاہتے ہیں۔ یہ تجویز شکلیں بدل بدل کر سامنے آتی رہتی ہے۔ اسے پیش کرنے کی سعادت کچھ عرصہ قبل ہمارے یہاں کے علمبردار ''شریعت'' ایک مؤقر رسالے کو حاصل ہوئی تھی۔ اس نے ایک نوخیز قلم کار کی تحریر شائع کرنے کے ساتھ سرورق کی اندرونی طرف ایک نقشہ شائع کیا جس میں مسجد اقصیٰ کے تین حصوں میں سے کوئی ایک حصہ ہیکل کے سابقہ مقام کے نام پر مانگا گیا تھا۔ شائع کرنے والے حضرات کو جس طرح یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ تحریر دو یہودیوں کے مشترکہ مقالے کا چربہ ہے، اسی طرح انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ یہ نقشہ بھی تحریر کار کا اپنا تیار کردہ نہیں، پروفیسر آشر کوف نامی مشہور روسی دانش ور کا ہے جسے چھاپنے پر اسے یعنی پروفیسر صاحب کو یہودی قوم کی طرف سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اقصیٰ کے امور کا ماہر مشیر اور یہودی قوم کے لیے ہیکل کے حصول کی راہ ہموار کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔

یہاں میں اسرائیلی دانش ور موشے زلمان اور پاکستان میں ان کے ہم نوا جناب عمار خان ناصر

صاحب، دونوں کی تحریر کے اصل الفاظ نقل کرتا ہوں تا کہ قارئین ''تفاوت راہ'' کے بجائے ''توافق راہ'' اور ''اتحادموقف'' کا خود ملاحظہ کرسکیں: جناب چھوٹے خان صاحب ماہنامہ الشریعہ کی خصوصی اشاعت (جون: ۲۰۱۴ء) میں اپنے موقف کا خلاصہ خود بیان فرماتے ہیں:

''بحث کا حاصل یہ ہے کہ اگر عبادت کے جنوبی حصے میں قائم مسلمانوں کی مسجد پر مسلمانوں کا حق برقرار رکھتے ہوئے اصل اور مرکزی حصے میں، جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا تھا، یہود اپنی عبادت گاہ دوبارہ تعمیر کرنا چاہیں تو اسلامی شریعت کا کوئی حکم اصولی طور پر اس میں مانع نہیں ہے۔'' (ص:۱۷۹)

قطع نظر اس سے کہ حضرت عمرؓ نے یہاں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے کعب احبارؒ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''ضاهيت اليهودية'' یہ تو تم نے یہودیت والی بات کہہ دی، قطع نظر اس سے دیکھنا یہ ہے کہ جناب خان صاحب کی بات یہودیت کی بات سے کس قدر ملتی ہے؟ اقصیٰ کے سوداگروں کا لب ولہجہ کس قدر نیک نیتی کا حامل ہے؟

''اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو کی دائیں بازو کی اتحادی حکومت میں موجود چند سیاست دان اس پر زور دے رہے ہیں کہ ہیبرون شہر میں واقع مسجد ابراہیمی کی طرح مسجد اقصیٰ میں بھی یہودیوں کو عبادت کی اجازت دی جائے جو کہ ہنگاموں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

نیتن یاہو کی جماعت لکوڈ کے انتہا پسند رکن موشے فیجلن نے رواں ہفتے تجویز دی ہے کہ یہودیوں و مسلمانوں اور مسجد کے درمیان ایک ۱۰۰ ارمیٹر کا بفرزون (دو دشمن فوجوں کے درمیان حائل غیر عسکری علاقہ) قائم کیا جائے۔ تشویش کا شکار مقبوضہ بیت المقدس کے شہریوں کا کہنا ہے کہ اس طرح کی تجاویز کا نتیجہ مقبوضہ بیت المقدس کو یہودیانے کی صورت برآمد ہوگا جس کے ناقابل پیش گوئی مضمرات نکلیں گے۔''

(روزنامہ جنگ: 25 اگست بروز پیر: 2014، یروشلم (مقبوضہ بیت المقدس) سے جون ایڈ کی رپورٹ)

قومِ یہود کو چاہیے کہ اپنے دانشوروں کے ورغلانے میں آنے کے بجائے مسلمانوں کی حقیقی نفسیات کو پہچاننے کی کوشش کرے۔ ہمارے ہاں کے یہود نواز غدارانِ ملت کو چاہیے کہ قوم یہود کی نفسیات شناسی میں حقیقت پسندی اور باریک بینی سے کام لیں۔ جس قوم کو اللہ کی دینی کتاب کی گواہی کے مطابق خود اللہ ربّ العزت نے دومرتبہ اس مقدس سرزمین سے اجتماعی طور پر جلاوطن کیا ہے، اسے اب تیسری مرتبہ زبردستی یہودیوں کا عالمی وطن بنانے والے لوگ درحقیقت اس قادرِ مطلق کی قدرت کو چیلنج کررہے ہیں جو گنہگاروں کو تو بخش دیتا ہے، لیکن گستاخوں کو کبھی نہیں بخشتا۔ وہ ایسا عزیز ذو انتقام ہے کہ ان کا ساتھ دینے والے بھی اس عبرتناک انجام میں سے اپنا حصہ پاتے ہیں جو اُس نے ان حیلہ سازوں، چکمہ بازوں اور فریب کاروں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

☆......☆......☆......☆

سعدی کے قلم سے

ماہنامہ الشریعہ کا......انکارِ جہاد نمبر

''اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں رکھی ہیں۔''

واقعی رات دن کے آنے میں عقل والوں کے لیے بڑے سبق اور بڑی نشانیاں ہیں......انڈیا والوں نے مسلمانوں کے قاتل کو اپنا وزیر اعظم بنایا ہے......مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قاتلوں کا علاج کرنے والے فریضے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی طرف متوجہ ہوں......جہاد فی سبیل اللہ کے سامنے کوئی مودی اور کوئی موذی نہیں ٹھہر سکتا......جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف اس وقت سازشیں زوروں پر ہیں اور یہ منحوس کاوشیں اب ان لوگوں میں بھی گھس آئی ہیں جو ''اپنے'' کہلاتے ہیں......

حال ہی میں گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''الشریعہ'' نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' پر اپنا ایک ''ضخیم نمبر'' شائع کیا ہے......ایک دردمند عزیز نے یہ ''جہالت نامہ'' مجھے بھی بھیج دیا ہے......نام تو اس کا ''جہاد فی سبیل اللہ نمبر'' ہے مگر حقیقت میں یہ ''انکار جہاد نمبر'' ہے......اول تا آخر تقریباً شر ہی شر اور لفاظی کا فضول کھیل......اکثر لکھنے والے وہ ہیں جنہیں کبھی ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا مبارک غبار اور معطر جھونکا نصیب نہیں ہوا......اور نہ ان کی زندگی کے منشور میں ایک لمحہ کے لیے ''جہاد فی سبیل اللہ'' میں نکلنے کا ارادہ یا نیت شامل ہے......

انہوں نے کتابوں کی ورق گردانی کی اور جو مواد انہیں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کے لیے مل سکا اسے جمع کر دیا......اللہ تعالیٰ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ کو غریق رحمت فرمائے......انہوں نے چند صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ''شوق جہاد'' تحریر فرمایا تھا......اس رسالے کو جو بھی پڑھتا ہے کم ازکم اس کے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا شوق ضرور ابھرتا تھا......اور ایک مومن کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا شوق لوازم ایمان میں سے ہے......ایسا شخص جو نہ جہاد میں نکلے اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق ہو وہ منافقت کے ایک شعبے پر مرتا ہے......یعنی نعوذ باللہ حسن خاتمہ سے محروم رہتا ہے......ماہنامہ الشریعہ کے مدیر صاحب حضرت امام اہل سنتؒ کے پوتے ہیں......ان کا نسبی رشتہ حضرت امام اہل سنتؒ سے جبکہ فکری شجرہ ''غامدی'' سے جڑا ہوا ہے......اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو پیدا فرماتا ہے......فتنۂ غامدی جو اس وقت پاکستان میں سرگرم ہے......اس فتنے کا اصل مقصد مسلمانوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر کے......انہیں کفار کی بدترین ذہنی غلامی میں دھکیلنا ہے......اس فتنے کی کئی شاخیں ہیں اور

ان میں سے ایک شاخ کا کام اہل علم اور اہل عمل کو لفظی بحثوں میں الجھانا ہے...... جہاد فی سبیل اللہ جیسے اسلام کے محکم اور قطعی فریضے پر یہ ''خصوصی نمبر'' بھی اسی کوشش کا حصہ ہے...... ممکن ہے کوئی بدنصیب انسان اسے پڑھ کر جہاد سے دور ہو...... ورنہ اس میں نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی عقلی روشنی...... جہاد فی سبیل اللہ کے تمام فضائل، احکامات اور طریقے قرآن مجید نے سکھا دیئے ہیں...... حضور اقدس ﷺ کے مبارک غزوات، قرآن مجید کی دعوت جہاد کی عملی تفسیر ہیں...... اب جو مسلمان سورۃ انفال پڑھ لیتا ہے یا سورۃ توبہ اور سورۃ محمد کو سمجھ لیتا ہے...... اس پر کسی قادیانی، کسی غامدی یا کسی ناصری کا جادو کہاں چل سکتا ہے؟......

جو مسلمان غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ احزاب وتبوک کے پُرنور سمندر میں غوطہ لگا آتا ہے اس پر منکرین جہاد کی بدبودار تحریروں کا کہاں اثر ہوتا ہے؟...... یہ بے چارے خود کو خوامخواہ تھکا رہے ہیں...... جہاد کی شمع الحمدللہ ایسی روشن ہو چکی ہے کہ اب مشرق تا مغرب فدائی مجاہدین کے طوفانی ریلے ہیں...... الشریعہ کے اس نمبر سے اس کے مدیران گرامی بس یہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ وہ اسے امریکن، برٹش یا انڈین سفارت خانے میں بھیج کر...... وہاں سے شاباش، ویزے اور کچھ مراعات لے لیں گے...... اور بس...... اور شاید ان بے فکرے مفکرین کو اس دنیا میں یہی کچھ درکار ہے...... انہیں نہ امت مسلمہ کا غم ہے اور نہ اسیران اسلام کا درد ...... وہ نہ عافیہ صدیقی کو اپنی بہن سمجھتے ہیں...... اور نہ انہیں بابری مسجد اور مسجد اقصیٰ کی کوئی فکر ہے......

اس موقع پر مجھے امام العارفین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندؒ یاد آ رہے ہیں...... سبحان اللہ...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے امت مسلمہ کو کتنا نفع پہنچا...... ابھی ہمارے ماہنامہ ''المرابطون'' کے ''حجۃ الاسلام نمبر'' میں آپ نے پڑھ لیا ہو گا کہ...... حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مبارک خاندان سے تھے...... حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندؒ کا سلسلہ نسب بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے...... آپ ۸۰۶ھ تاشقند میں پیدا ہوئے...... آپ نے ثمرقند کو اپنا مسکن بنایا اور وہیں مدفون ہوئے...... بندہ کو ان کی قبر پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے...... حضرت خواجہ صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے تحریر و بیان میں عجیب تاثیر سے نوازا تھا...... آپ پہلے بہت غریب تھے...... پھر اللہ تعالیٰ نے بے حد و بے حساب مال و دولت عطا فرمایا...... غربت میں تھے تب بھی امانت اور سادگی پر مضبوط رہے...... اور جب بڑے مالدار ہو گئے تب بھی امانت وسادگی وہی رہی...... البتہ سخاوت ایسی بڑھی کہ دین کا کام کرنے والے فقراء کے مزے ہو گئے...... حضرت خواجہ صاحبؒ ان کی خدمت کرتے، ان کے تمام اخراجات اٹھاتے اور ان کے لیے دین کے کاموں میں آسانی کے لیے اسباب فراہم کرتے...... آپ بڑی ہمت والا اس کو سمجھتے تھے جس کے پاس دنیا ہو مگر پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے غافل نہ

ہواور دنیا کی محبت اس کے دل میں نہ اترے......

بندہ کو حضرت خواجہ صاحبؒ سے خاص عقیدت و محبت والا تعلق ہے......اس لیے ان کا تذکرہ آیا تو اب دل چاہتا ہے کہ اسی میٹھے تذکرے میں لگا رہوں......مگر آج موضوع کچھ اور ہے......اور اسی کی مناسبت سے حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا ایک فرمان سنانا ہے......آپ فرماتے ہیں:

''اگر ہم پیری مریدی کرتے تو اس عہد (یعنی زمانے) میں کسی (اور) پیر کو کوئی مرید نہ ملتا، لیکن ہمارے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ ہم مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھیں۔''

حضرات مفسرین کرام نے جہاد کے مقاصد اور اہداف میں سے ایک یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ظالم دشمنوں سے حفاظت رہے......حضرت خواجہؒ اپنے زمانے کے مسلمان حکمرانوں کو اس طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے......آپ نے اپنے ایک ارادتمند بادشاہ کو یہاں تک لکھا کہ......آپ کے لیے نماز کے بعد سب سے اہم کام یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پوری ہمت اور محنت صرف کریں اور ان کے دشمنوں کا مکمل طاقت اور سختی کے ساتھ مقابلہ کریں......

لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ [ملخص از: ہفت روزہ القلم شمارہ نمبر ۴۴۶]

☆......☆......☆......☆

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''دل کا سرور'' میں لکھتے ہیں:

''علماء دین کی غلطیاں اور لغزشیں عین ایمان ہرگز نہیں ہوا کرتیں۔'' (ص۱۸۱)

روافض کا نظریۂ امامت......ختم نبوت سے بغاوت ہے۔ (حضرت شہید اسلامؒ)

روافض کا ''نظریۂ امامت'' آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف ایک بغاوت اور کھلی سازش ہے، یہی وجہ ہے کہ دورِ قدیم سے لے کر مرزا غلام قادیانی تک جن لوگوں نے نبوت و رسالت کے جُھوٹے دعوے کیے، انہوں نے اپنے دعووں کا مصالحہ روافض کے ''نظریۂ امامت'' سے مُستعار لیا۔ میں روافض کے ''نظریۂ امامت'' پر جتنا غور کرتا ہوں میرے یقین میں اُتنا ہی اِضافہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ضرب لگانے اور اُمّت میں جُھوٹے مدّعیانِ نبوت کے دعوٰئ نبوت کا چور دروازہ کھولنے کے لیے گھڑا۔ [اختلافِ اُمّت اور صراطِ مستقیم، ص:۱۹، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ]

مرسلہ: مولانا سید محمد زین العابدین، مدرسہ امام ابو یوسف، شادمان ٹاؤن، نارتھ، کراچی

حافظ محمد اسامہ مکی

اَربابِ 'الشریعہ' کی خدمت میں!

......چوتھی اور آخری قسط......

ماہنامہ الشریعہ کی اشاعت خاص اور اربابِ الشریعہ کی پالیسی پر یہ ناچیز جتنا غور کرتا جاتا ہے، بے اعتدالی وفکری بے راہ روی کی مزید مثالیں سامنے آتی جاتی ہیں۔ جی تو چاہتا ہے کہ تمام مثالیں اور ان پر تبصرہ و تجزیہ قارئین کی خدمت میں بھی پیش کیا جائے۔ لیکن عموماً کسی بھی چیز کا احاطہ ممکن نہیں ہوا کرتا، اس لیے چند گزارشات کر کے حسبِ وعدہ اس قسط پر مضمون کو ختم کیا جاتا ہے، مزید معروضات کسی اور موقع پر پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کہنے، سننے، ماننے اور اہل حق سے وابستہ رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اَربابِ الشریعہ کی طرف سے 'آزاد فورم' اور عمار خان صاحب کے دفاع میں تمام حدود سے تجاوز کی چند مثالیں ہم پیش کر چکے ہیں۔ جن میں 'سیاسی' اختلاف کو 'نظریاتی' اختلاف پر منطبق کرنے...... 'جغرافیائی' اختلاف کو 'عقائد' کے اختلاف پر قیاس کرنے...... 'فروعی' اختلاف کو 'اصولی' اختلاف پر فٹ کرنے ......اور 'دیانت دارانہ' اختلاف کو 'فریب ودھوکہ' کے اختلاف کی مثل قرار دینے کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ ہم ایک طرف ارباب الشریعہ کے اِس طرزِ عمل کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف اُن کی اِس تحریر پر نظر دوڑاتے ہیں تو دماغ حیرت کے سمندر میں غوطے لگانے لگتا ہے کہ قول وعمل میں اِس قدر تضاد کی مثالیں بھی اِس دنیا میں پائی جاتی ہیں!! ذرا عبارت پڑھیے، اور سر دھنیے! مولانا زاہد الراشدی مدظلہم لکھتے ہیں:

> ''ہمارا اَلمیہ یہ ہے کہ ہم نے اختلافات کے مختلف دائروں اور سطحوں کو باہم گڈمڈ کر رکھا ہے۔ بات اولیٰ اور غیر اولیٰ کی ہوتی ہے جبکہ ہم کفر واسلام کے ہتھیاروں سے جنگ لڑ رہے ہوتے ہیں، بات خطا و صواب کی ہوتی ہے مگر ہم حق وباطل کے پرچم اٹھائے ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار دکھائی دینے لگتے ہیں۔'' [اشاعت خاص، ص: ۸۳]

قارئین ذرا سابقہ مثالوں کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس ارشاد گرامی کو پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ ''اختلاف کے مختلف دائروں اور سطحوں کو باہم گڈمڈ کرنے'' کی 'خدمت' کون انجام دے رہا ہے؟!

اسی طرح مولانا زاہد الراشدی مدظلہم 'الشریعہ' کی پالیسی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> ''کسی بھی نقطۂ نظر کی حمایت یا مخالفت میں موصول ہونے والا ہر وہ مضمون [الشریعہ میں] شامل

اشاعت ہوگا جو طعن و تشنیع اور مناظرانہ موشگافیوں سے گریز کرتے ہوئے افہام و تفہیم کے سنجیدہ اور علمی اسلوب میں تحریر کیا گیا ہو۔'' [اشاعت خاص، ص:۷۵]

نیز یہ بھی لکھتے ہیں:

''ہماری کوشش ہوتی ہے کہ 'الشریعہ' میں شائع ہونے والے کسی موقف کے حق میں یا اس کے خلاف موصول ہونے والا کوئی مضمون یا مراسلہ اشاعت سے رہ نہ جائے۔'' [اشاعت خاص، ص:۷۴]

اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

''اب بھی ہماری پالیسی یہی ہے کہ کسی بھی مسئلے پر اگر ایک طرف کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے تو دوسری طرف کا موقف بھی پیش کر دیا جائے تاکہ توازن رہے۔'' [اشاعت خاص، ص:۱۷۶]

حالانکہ الشریعہ کا ریکارڈ اس دعوی کی بھرپور طریقے سے تردید کر رہا ہے۔ بالخصوص وہ مسائل جن میں اربابِ الشریعہ نے جمہور کے موقف سے الگ رائے اختیار کر رکھی ہے، مثلاً: تکفیر روافض وغیرہ۔ ان میں جب اہل حق کے دلائل کا وزن محسوس ہونے لگتا ہے تو اکثر اس سلسلے کو ''مورچہ'' قرار دے کر بند کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے برعکس بیسیوں نہیں تو دسیوں مثالیں ایسی ہیں جن میں ارباب الشریعہ کے پسندیدہ موضوعات پر بلکہ بعض اوقات خود ارباب الشریعہ کے قلم سے طعن و تشنیع اور مناظرانہ موشگافیوں پر مشتمل مضامین دھڑلے سے 'الشریعہ' میں شامل ہوتے ہیں۔ الشریعہ کے باریک بین قارئین اس دوہرے معیار سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ چند مثالوں کی طرف ہم بھی اشارہ کیے چلتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام اہل سنتؒ کی وفات کے بعد عمار خان صاحب نے صریح غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے حضرت امام اہل سنتؒ کو اپنا ہم خیال قرار دینے کی مکروہ کوشش تھی۔ اُن کی اِس نازیبا حرکت پر ابن امام اہل سنت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم نے قلم اٹھایا۔ لیکن ارباب الشریعہ نے 'دیانت داری' کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشاعت خاص کے دوسرے ایڈیشن سے مولانا عبدالحق صاحب کے مضمون کا وہ حصہ حذف کر دیا۔ جبکہ عمار خان صاحب کی تحریر بدستور شامل اشاعت ہے۔

۲۔ ماہنامہ الشریعہ میں مولانا مفتی زاہد صاحب اور مولانا عبدالجبار سلفی صاحب کے مابین 'تکفیر شیعہ' کے عنوان پر مباحثہ جاری تھا، جب مولانا سلفی کی گرفت مضبوط اور مفتی زاہد صاحب کا پلہ کمزور دکھائی دیا تو مولانا سلفی کا انتہائی سنجیدہ جوابی مضمون قطع برید کے ساتھ نہایت بے ڈھنگے طریقے سے 'مکاتیب' میں ادھورا شائع کر کے اعلان لگا دیا گیا کہ: ''اس سلسلے کو بند کیا جا رہا ہے۔ پھر کبھی ضرورت پڑی تو دیکھیں گے۔''

۳۔ بعض اہل علم و قلم کے مابین 'تکفیر شیعہ' کے موضوع پر گفتگو چل رہی تھی، اصل موضوع تو مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ کا موقف و مسلک تھا۔ لیکن بعض حضرات نے اپنے

پلڑے میں خوامخواہ کا وزن ڈالنے کے لیے دیگر اکابر کے حوالے بھی نقل کر دیئے۔ جس کا نقد جواب بھی وصول کیا۔ اسی دوران کسی نے 'تحریف قرآن' کی بحث چھیڑی تو اس کے جواب کی اشاعت سے قبل حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادہ گرامی کی ایک وضاحت اور حضرت تھانوی و مدنی و مفتی شفیع صاحب رحمہم اللہ کے فتویٰ کے مقابلہ میں مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہم کا ایک فتویٰ نقل کر کے مزید بحث سے معذرت کر لی گئی۔ حالانکہ یا تو ابتدا سے ہی اصل موضوع سے زائد مباحث کو شامل اشاعت نہ کیا جاتا، یا پھر اس کے جواب کو بھی جگہ دی جاتی۔

یہ تو دوسروں کے جوابی مضامین شائع نہ کرنے کی تین مثالیں تھیں۔ اب ان مثالوں کی طرف آتے ہیں جن میں مختلف مضامین طعن و تشنیع کے انتہائی گھٹیا اور 'بازاری' اسلوب کے حامل ہونے کے باوجود الشریعہ کا حصہ بنے، بلکہ بعض تو خود ارباب الشریعہ کے قلم سے صادر ہوئے۔

۱۔ مجاہد اسلام شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ پر عمار خان صاحب کی 'بے لاگ تنقید' کا حوالہ ہمارے اِسی مضمون میں گزر چکا ہے۔ جس میں انہوں نے ان کے وجود مسعود کو ''نامسعود'' قرار دیا۔

۲۔ حضرت امام اہل سنتؒ سمیت بہت سے علمائے امت کو 'پیشہ ور واعظ' قرار دینے کی مثال بھی قارئین ہمارے اسی مضمون میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

۳۔ ناقدین کو 'غرانے کی مشق کرنے والوں' سے تعبیر کرنے کی اخلاقیات بھی گزر چکی ہیں۔

اس کے علاوہ بھی دسیوں مثالیں اسی مضمون کی سابقہ قسطوں میں قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور ارباب الشریعہ کے مندرجہ بالا ارشادات کے ساتھ ان کا موازنہ کریں تو حقیقت حال خود واضح ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

ارباب الشریعہ ایک جگہ الشریعہ کے مقاصد پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

''(الشریعہ میں) اسلام دشمن لابیوں اور حلقوں کے تعاقب اور نشان دہی کا فریضہ انجام دیا جائے گا۔''

[اشاعت خاص، ص:۷۴۳]

قارئین ذرا اپنے ارد گرد نگاہ دوڑائیں اور دیکھیں کہ موجودہ دور میں اسلام دشمن لابیاں کون سی ہیں؟ کیا کیا موضوعات اُن کے ہاں زیر بحث ہیں؟ اور اہل اسلام پر کن جہات سے وہ اعتراضات کر رہے ہیں؟ اور اُن مسائل میں اسلام اور اہل اسلام کا موقف کیا ہے؟

ہمیں اِس وقت 'اسلام دشمن لابیوں' میں یہود و نصاریٰ، مغربیت زدہ اسکالر، مستشرقین، قادیانی و روافض برسر پیکار نظر آتے ہیں۔ اور 'ناموس رسالت کا قانون'...... 'توہین رسالت کے مجرم کی سزا'...... 'مرتد

کی شرعی سزا'......'رجم کی سزا'......'حیات عیسیٰ'......'جہاد فی سبیل اللہ'......'تکفیر شیعہ'......'قادیانیت کی مظلومیت اوران کے حقوق کی پامالی'......'طالبان کی اسلامی حکومت'......'مجاہدین اسلام'......'علماء کا کردار'......'دینی مدارس کا نصاب تعلیم'......'مسلمانوں کی شدت پسندی'......'مسجد اقصیٰ'......اور......'فتویٰ کے بجائے تحقیق کی زبان' ......وغیرہ موضوعات اُن کے ہاں زیر بحث ہیں۔ جبکہ کم وبیش یہی تمام موضوعات ہمیں الشریعہ کے صفحات پر اکثر دکھائی دیتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اِن مسائل میں اَرباب الشریعہ امت مسلمہ کا ساتھ دیتے اور صحیح موقف اپناتے تو دین ومسلک کی بہت بڑی خدمت ہوتی۔ لیکن ہمیں انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ تقریبا ان تمام مسائل میں ارباب الشریعہ کی رائے اسلام اور اہل اسلام سے مختلف ہے۔

چنانچہ ناموس رسالت کے قانون پر عدم اطمینان......توہین رسالت کے مجرم کی معافی......مرتد ورجم کی شرعی سزا کا انکار......حیات عیسیٰ کو عقائد سے خارج قرار دینا......اقدامی جہاد کا انکار......اہل تشیع کی تکفیر پر سخت ناراضگی......قادیانیوں کے ساتھ ہمدردی اوران سے بائیکاٹ کے اجماعی فیصلے سے اختلاف...... طالبان حکومت کے مبینہ تسامحات کی سرعام تشہیر......مجاہدین اسلام کی تضحیک وتذلیل......علمائے اسلام کے کرادر پر نکتہ چینی......دینی مدارس کے نظام ونصاب پر تنقید......مسلمانوں کی دینی حمیت وغیرت کو'شدت پسندی' سے تعبیر کرکے اس کے خاتمے کے لیے فکر مندی......مسجد اقصیٰ پر یہود کے حق کا اقرار......اور فتویٰ کے بجائے تحقیق کی زبان میں بات کرنے کی دُہائی......جیسے موضوعات سے'الشریعہ' کے صفحات پُر نظر آتے ہیں۔

اس صورتِ حال میں یہ کہنا کہ ''اسلام دشمن لابیوں اور حلقوں کے تعاقب اور نشاندہی کا فریضہ سرانجام دیا جارہا ہے۔'' کس حد تک درست اور ایفائے عہد ہے؟ محتاجِ بیان نہیں۔

اِس نکتے پر وہ حضرات بھی غور فرمائیں جو صبح وشام یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ''دیوبندیوں کی طرف سے مغرب کے اعتراضات کے جوابات راشدی صاحب کے علاوہ کون دیتا ہے؟'' بنظر انصاف دیکھیں کہ 'الشریعہ' کے صفحات پر مذکورہ بالا مسائل میں مغرب کے اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے ہیں یا اُن کی ہاں میں ہاں ملائی جاتی ہے؟!

قول وعمل میں عدم مطابقت کی ایک اور مثال بھی دیکھ لیجیے! مولانا زاہدالراشدی مدظلہم لکھتے ہیں:

''ہماری تگ وتاز کا دائرہ فقہی اور مسلکی کشمکش نہیں، بلکہ مغرب کے فکر وفلسفہ اور تہذیب وثقافت کی وسیع تریلغار کے تناظر میں اسلامی تعلیمات واحکام کو جدید زبان اور اسلوب میں پیش کرنا ہے۔'' [ص:۷۵]

جبکہ عمار خان صاحب لکھتے ہیں:

''میرے مطالعہ وتحقیق کا میدان بنیادی طور پر فقہ وشریعت کے مباحث اور بالخصوص عصر حاضر کے

تناظر میں ان کی تشریح وتنفیذ سے متعلق مسائل ہیں۔''

اب فرمایئے! الشریعہ کے 'رئیس التحریر' لکھتے ہیں کہ ہماری تگ وتاز کا دائرہ ''فقہی ومسلکی'' کشمکش نہیں۔ جبکہ 'مدیر محترم' فرماتے ہیں: ہمارے مطالعہ وتحقیق کا میدان ہی ''فقہ وشریعت'' ہے۔!!

نیز کہا تو یہ جاتا ہے کہ:

''ہماری تگ وتاز کا دائرہ مسلکی نہیں۔'' [اشاعت خاص، ص:۷۵]

عمار خان صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:

''اعتقادی وکلامی امور بنیادی طور پر میری بحث وتمحیص کا دائرہ نہیں۔'' [اشاعت خاص، ص:۱۹۱]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

''الشریعہ کو مسلکی ترجمان کے طور پر ہم نے کبھی پیش نہیں کیا۔'' [اشاعت خاص، ص:۷۵]

لیکن پھر مسلکی واعتقادی مسائل میں بھرپور طریقے سے دخل اندازی بھی کی جاتی ہے۔ تکفیر روافض پر اعتراضات کیے جاتے ہیں، قادیانیوں کی تکفیر وبائیکاٹ پر سوالیہ نشان لگائے جاتے ہیں، حیات عیسیٰ کو زیر بحث لایا جاتا ہے، جہاد کے بارے بے فائدہ آراء ذکر کی جاتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کے حوالہ جات گزر چکے ہیں۔ ان اعتقادی اور مسلکی مسائل کو زیر بحث لانے کا آخر مقصد کیا ہے؟!

تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ اَرباب الشریعہ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ''مغربی فکر وفلسفہ اور تہذیب وثقافت کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں آئے ہیں۔'' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ: وہ مغرب کے بجائے ہمارے ہی معاشرے کو مغربی طرزِ معاشرہ میں بدلنے کے لیے کوشاں ہیں اور وہی ''مفید مشورے'' امت مسلمہ کو دیتے ہیں جو مغربی دانشور مسلم اقوام کو دے رہے ہیں۔ مثلاً: فتویٰ کے بجائے تحقیق کی زبان میں بات، آزادیٔ اظہارِ رائے، ہر ایک کو اپنی رائے قائم کرنے کا حق وغیرہ۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

''میں اسے عزیز کا بلکہ مطالعہ وتحقیق سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے مطالعہ وتحقیق کے نتائج کو سامنے لائے اور اپنا موقف دلائل کے ساتھ پیش کرے۔'' [ص:۸۹]

نیز یہ مثال بھی پڑھتے جایئے! ارباب الشریعہ ایک جانب تو لکھتے ہیں کہ:

''ایسا کوئی بھی استدلال واستنباط قابل قبول نہیں ہوسکتا جس سے ماضی کے اجتہادات اور جمہور اہل علم کے رجحانات کی کلیتاً نفی ہوتی ہو۔'' [اشاعت خاص، ص:۸۰]

لیکن دوسری طرف خود ہی ایسے استدلالات واستنباطات کی تائید اور بھرپور حوصلہ افزائی بھی کرتے ہیں جو جمہور اہل سنت کی رائے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ [دیکھیے عمار خان کی کتاب ''حدود وتعزیرات' پر

تقریظ] ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس دوہرے معیار اور بے فائدہ بلکہ انتشار انگیز پالیسی سے آخر اَربابِ الشریعہ کے مقاصد کیا ہیں......؟!

آخر میں دو انتہائی اہم نکتوں کی طرف قارئین کو متوجہ کر کے ہم اپنے مضمون کو سمیٹنا چاہیں گے۔ مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم اور دیگر اربابِ الشریعہ 'عمومی بحث ومباحثہ' کے قائل ہیں۔ چاہے کسی بھی موضوع پر ہو اور کسی کی طرف سے بھی ہو۔ چنانچہ وہ اپنے ''اکثر'' خیالات (صحیح یا غلط) کا اظہار سرِعام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں۔ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ علماءِ دین کے کردار، دینی مدارس کے نظام ونصاب، طالبان حکومت کے مبینہ تسامحات، القاعدہ کی پالیسی اور مجاہدین کے اخلاق سمیت بعض اکابر اہل سنت دیوبند کے مسامحات کو بھی سرعام بیان کرتے ہیں۔ اور اکثر وبیشتر تنقید ہی کرتے ہیں۔ لیکن انتہائی حیرت کا مقام ہے کہ جب اُن کے اپنے بیٹے جناب عمار خان صاحب کا معاملہ آتا تو پیمانہ یکسر بدل جاتا ہے اور عمار خان صاحب کی صریح گمراہی اور بے راہ روی پر مشتمل آراء کے بارے میں خود سرعام بحث نہیں کرتے بلکہ گھر میں بیٹھ کر باہمی خط وکتابت کا راستہ اپناتے ہیں۔ ایک خط کا حوالہ ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں جو عمار خان صاحب نے اپنے والد گرامی کے مکتوب کے جواب میں لکھا تھا۔ اور ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب چاریاری مدظلہم کی کتاب ''نوازشات'' میں شائع ہوا۔ دوسرا حوالہ خود مولانا زاہدالراشدی مدظلہم کی زبانی سنیے! لکھتے ہیں کہ:

''اب بھی بعض مسائل میں ہمارے (میرے اور عمار کے) درمیان گفتگو جاری ہے۔'' [ص:۱۷۳]

یہ عجیب منطق ہے! طالبان حکومت کی کمزوریاں بیان کرنی ہوں یا القاعدہ پر تنقید، اکابر کے ''غیر محتاط عمل'' کے واقعات کا تذکرہ کرنا ہو یا مدارس کی خامیوں کی نشان دہی، اہل سنت، احناف وعلماء دیوبند کے مسلک وفکر سے اختلاف کرنا ہو یا اہل تشیع وغامدیت کی حمایت، سپاہِ صحابہ پہ نشتر لگانے ہوں یا وفاق المدارس پہ اظہارِ غصہ، ان سب کا تذکرہ تو سرعام 'الشریعہ' میں کیا جاتا ہے۔ لیکن جب فرزندِ ارجمند کے ساتھ ''گفتگو'' ہوتی ہے تو گھر میں بیٹھ کر باہمی خط وکتابت کے ذریعے!! کیا صاحبزادۂ گرامی کی عزت نفس اور شان ومرتبہ اُن اکابر سے بھی زیادہ ہے جن کے موقف سے اختلاف کھلے بندوں کیا جاتا ہے؟ اور ان کے واقعات بڑے طمطراق سے لکھے جاتے ہیں؟ کیا بیٹے کی خاطر اپنائی گئی مصلحتوں کے حق دار، اکابر دیوبند نہیں ہو سکتے!؟

جب اَربابِ الشریعہ کی طرف سے جناب عمار خان صاحب کا دفاع کیا جاتا ہے اور اہل حق علماء کو لتاڑا جاتا ہے، اُن کو اُن کی حدود سکھائی وسمجھائی جاتی ہیں، بداخلاقی وغیر سنجیدگی کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ اُس وقت تو 'الشریعہ' کا آزاد فورم پیش پیش ہوتا ہے، اور جب فرزند دلبند کو سمجھانے یا اس سے اختلاف کرنے

کی باری آتی ہے تو چند ایک معمولی باتوں کے 'الشریعہ' میں تذکرے پر اکتفا کرتے ہوئے سنگین و نازک مسائل پر گفتگو گھر میں بیٹھ کر کی جاتی ہے؟! کیا اکابر اہل سنت اور اُن کے فکر و مسلک کو مذاق سمجھ لیا گیا ہے؟

جب یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جناب عمار خان صاحب کو اکابر کے مسلک پہ جو اشکالات ہوں اور محقق علماء سے استفادہ کریں، اُن کے جوابات طلب کریں، لیکن اپنی خرافات کو شائع نہ کریں تو کہا جاتا ہے کہ ہر کسی کو حق ہے کہ اپنے مطالعہ و تحقیق کے نتائج کو سامنے لائے۔ اور جب اپنا 'مطالعہ و تحقیق' بیٹے کے فکر سے میل نہ کھائے تو اُسے سامنے لانے کی بجائے ''چوری چھپے خطوط'' کے ذریعے بیٹے تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ بھی اگر دوہرا معیار نہیں تو پھر دوہرا معیار کس بلا کا نام ہے؟

سب سے آخری اور شاید سب سے اہم بات ذکر کے ہم قارئین سے اجازت چاہتے ہیں۔ ارباب الشریعہ کو ''مفکر''، ''عظیم دانشور'' اور دیگر القابات سے نوازا اور یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن ایک بات سمجھنے سے ہم قاصر ہیں کہ ان کے 'آزاد فورم' اور بے حد لچک دار نرم و سرد رویہ کے بارے میں بیسیوں مسلکی ذوق رکھنے والے محقق و دیانت دار علماء بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ 'الشریعہ' سے سنیت، حنفیت اور دیوبندیت کو نقصان ہو رہا ہے۔ عوام الناس کی گمراہی کا خدشہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ لوگوں کے عقائد و نظریات خطرے میں ہیں۔ لیکن ان سب کی 'دُہائیوں' کے باوجود اربابِ الشریعہ اِس بات پہ مصر ہیں کہ: ''یہی طریقہ مفید ہے۔ یہی طرزِ عمل، قابل عمل ہے۔ اور یہی رویہ درست ہے۔ اگر کسی کو اِس سے اختلاف ہے تو وہ اسی طریقہ کے مطابق ہم سے بحث مباحثہ کرے اور نتیجہ قارئین پر چھوڑ دے۔ کسی اور طریقہ پر گفتگو کے لیے بھی ہم تیار نہیں۔''

ایک مثال کے ذریعے ہم یہ بات قارئین کے گوش گزار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کیجیے! ایک انتہائی تیز طرار، باتونی، چرب زبان اور قرطاس و قلم کا ماہر شخص عمار خان صاحب سے کہتا ہے کہ میرا دعویٰ ہے کہ: ''آپ یہودی ہیں۔'' اگر آپ کو اختلاف ہے تو آپ مجھ سے مباحثہ کریں۔ نتیجہ قوم پر چھوڑ دیں۔ اب حال یہ ہے کہ عمار خان صاحب کا سارا فن تحریر اور چکمہ بازیاں اُس شخص کے آگے پانی بھرتی نظر آتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ عمار خان صاحب مباحثہ میں بری طرح پسپا ہو کر شکست کھا جاتے ہیں۔ تو کیا اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ واقعی عمار خان صاحب یہودی ہیں!!؟......نہیں! اور بالکل نہیں! تو پھر یہ کیسے قبول کر لیا جاتا ہے کہ ہر وہ حقیقی اور واقعی چیز جسے مباحثے کا حصہ نہ بنایا جائے یا حصہ بنایا جائے لیکن الشریعہ کی پالیسی کے مطابق نہ ہو، اگر الشریعہ کی پالیسی کے مطابق بھی ہو لیکن اس کو ثابت کرنے والا کسی وجہ سے اپنا مدعا ثابت کرنے سے عاجز ہو تو اس چیز کی حقیقت کا ہی انکار سمجھا جائے گا؟

علماء امت بار بار مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم سے مؤدبانہ، عاجزانہ بلکہ مجبورًا توبیخانہ

درخواستیں کررہیں ہیں کہ آپ کے ''آزادفورم'' سے نقصان ہورہا ہے۔لیکن ارباب الشریعہ مصر ہیں کہ اس بدیہی چیز پر بھی مباحثہ کیا جائے۔اگر مباحثہ میں یہ بات ثابت بھی ہوجائے تو بھی 'آزادفورم' تو بند نہیں ہوگا۔ لیکن فیصلہ قارئین خود کرلیں گے اور سمجھ جائیں گے کہ یہ 'آزادفورم' نقصان دہ ہے۔سبحان اللہ! آفرین ہے ایسی دانش پر!! سلام ہے ایسی پالیسی کو!! خراج تحسین ہے ایسے اندازِ فکر کو!!

ذیل میں چند علماء کرام کی 'الشریعہ' اور 'آزادفورم' کے بارے آراء نقل کی جاتی ہیں۔جس سے اندازہ ہوگا کہ علماء کی نظر میں الشریعہ کیا 'خدمات' سرنجام دے رہا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابوعمار زاہدالراشدی نے ''آزادفورم'' کے نام سے ''ماہ نامہ الشریعہ'' میں حساس، نازک اور اہم موضوعات پر ایسی تحریریں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے جو نہ صرف مذہب اہل سنت، مسلک احناف اور مشربِ دیوبند سے مطابقت نہیں رکھتیں، بلکہ وہ سراسر اسلام کے اجماعی موقف سے بھی متصادم ہوتی ہیں،...... یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ خانوادۂ علم وعرفان سے جب کوئی فتنہ نمودار ہوتا ہے تو اس کے اثرات دُور دُور تک پہنچتے ہیں اور ضرر بھی شدید ہوتا ہے، کیوں کہ ہر مسلمان کے لیے اپنے ایمان، عقائد، افکار اور نظریات کی حفاظت انتہائی ضروری، بلکہ فرض ہے اور دیگر موضوعات کی طرح جملہ اہم، نازک اور حساس موضوعات پر بھی اپنے اکابرِ اہلِ سنت (کثر اللہ سوادھم) کی کتابیں اور تحقیقات کافی وشافی موجود ہیں، اس لیے عوام الناس کو ان حضرات کے ''آزادفورم'' کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اس سے بچنا اور اس کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔'' [صفدر/اپریل ۲۰۱۴]

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہم

مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی بائیکاٹ کی تجویز 'واجب التقلید' ہے۔'' [ایضا]

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر مدظلہم

''میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے بیان کی تائید کرتا ہوں۔'' [ایضا]

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم

''اکابر حضرات نے جو کچھ اصلاحِ احوال کے لیے لکھا ہے، بندہ بھی ان کی تقلید کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔''

''بہرحال مولانا کو اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔اللہ تعالی توفیق عطا فرمائیں بہرحال جب تک وہ اپنے اس رویہ کو تبدیل نہ کریں، عوام 'جمہور اہل سنت' سے ہی وابستہ رہیں۔'' [صفدر، ش:۴۰]

حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہم

''بندہ عاجز شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور دیگر اکابر علماء دیوبند کی رائے سے من

کل الوجوہ اتفاق رکھتا ہے۔'' [صفدر، اپریل ۲۰۱۴ء]

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم لکھتے ہیں:

''اِس قسم کے مسائل پر تبصرہ یا گفتگو جب عوام تک پہنچتی ہے تو وہ اکثر اُلجھن کا شکار ہوتے ہیں اور بات کو اُس کے سیاق سے ہٹ کر سمجھنے لگتے ہیں۔ اِس لیے بندے کا نہایت اَدب کے ساتھ مخلصانہ مشورہ ہے کہ آئندہ ایسے مضامین کو ''الشریعہ'' میں شامل نہ کیا جائے۔......امید ہے کہ ان مؤدبانہ گذارشات پر جناب والا ضرور توجہ فرمائیں گے۔'' [صفدر / اکتوبر ۲۰۱۴]

''اس میں متعدد امور ایسے ہیں جن میں جمہور اُمت سے ہٹ کر آپ نے اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا' ہر مسئلے کے دلائل پر گفتگو کے بغیر مضمون کا جو مجموعی طرزِ فکر ہے، وہ بندے کو نہایت خطرناک محسوس ہوتا ہے، اِس طرزِ فکر کے ساتھ انسان کسی وقت کسی بھی بڑی گمراہی میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ جب ایک مرتبہ کوئی صاحبِ فکر جمہور اُمت کے مسلمات سے آزاد ہوکر اپنی راہ الگ اختیار کر لیتا ہے اور یہ تصور کر لیتا ہے کہ وہ اِن مسلمات کے بارے میں پہلی بار اصابتِ فکر کے ساتھ غور کر رہا ہے، اور چودہ صدیوں میں علماءِ امت اُس اندازِ فکر سے محروم رہے ہیں، تو اُس کے اوپر کوئی روک باقی نہیں رہتی۔ ماضی میں یہی طرزِ فکر نہ جانے کتنی گمراہیاں پیدا کر چکا ہے۔ طٰہٰ حسین سے لے کر سرسید تک اور وحید الدین خان صاحب سے لے کر جاوید غامدی صاحب تک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اپنے اپنے وقت میں اِس قسم کے طرزِ فکر نے دلائل کا زور بھی باندھا، لیکن امت اسلامیہ کا اجتماعی ضمیر رفتہ رفتہ اُسے رد کر کے اِس طرح آگے بڑھ گیا کہ اُس کا ذکر صرف کتابوں میں باقی رہ گیا۔ بالخصوص آج کے دور میں جس طرح کے افکار' دین میں تحریف کے درپے ہیں، اس کے سوا سلامتی کا کوئی راستہ نہیں ہے کہ انسان علماءِ امت کے سوادِ اعظم سے اور جمہور امت کے مسلمات سے وابستہ رہے۔ بے شک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، لیکن اِس کا مطلب یہ نہ ہونا چاہیے کہ انسان جمہور علماء امت کے مقابلے میں خود کو معصوم سمجھنے لگے اور یہ سمجھے کہ اُن سب سے بیک وقت غلطی ہوئی ہے، مجھ سے نہیں۔'' [صفدر / اکتوبر ۲۰۱۴ء]

حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہم فرماتے ہیں:

''سردست یہ اعلان کر دیا جائے کہ ''الشریعہ'' کا علمائے اہل سنت دیوبند سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ یہ لوگ کبھی اجماع کو چھیڑ دیتے ہیں، کبھی طلاق کو، کبھی کسی مسئلے کو کبھی کسی کو، کل کو غیر مقلدین اور دیگر باطل فرقوں والے اِن کی باتوں کو ہمارے خلاف استعمال کریں گے۔'' [صفدر / اپریل ۲۰۱۴ء]

''اہل قرآن، اہل حدیث، مودودی ازم، فتنہ غامدیت اور ان جیسے دیگر اسلاف و اکابر کے فکر و تحقیق سے آزاد اداروں، شخصیتوں اور ان کے لٹریچر سے احتراز لازم ہے کہ اس میں دین وایمان کی حفاظت

ہے۔[ایضا]

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس قارن مدظلہم لکھتے ہیں:

۱......''حضرت (امام اہل سنت رحمہ اللہ) کے نظریہ کی صحیح ترجمانی آپ کا فریضہ ہے، اس میں بے توجہی کا نتیجہ خلفشار پیدا کرتا ہے۔''[الشریعہ جولائی ۲۰۱۳ء، ص:۵۳]

۲......مخالفین کے بارے میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ عمل کو پیش کر کے عزیزم عمار خان ناصر کے بے اعتدالی راہ پر چل کر اختیار کردہ نظریات کو تحفظ فراہم کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرتؒ نے کبھی آزاد خیال نظریات کے حامل لوگوں کی تائید نہیں فرمائی بلکہ حتی الوسع تردید ہی فرمائی ہے۔''[ایضا]

حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم لکھتے ہیں:

۱......''ہمیں برادر مکرم مدظلہ کے اس موقف سے شدید اختلاف ہے کہ ''تفردات ہر صاحب علم کا حق ہے۔'' ہمارے خیال میں تفردات قائم کرنا حق نہیں ہے، بلکہ معذوری ہے، کیونکہ حق قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دروازے ہمیشہ کے لیے ہر صاحب علم کے لیے کھلے ہیں۔ جب کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ ماضی کے اہل علم کے تفردات کو ان کا حق تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ ان کی معذوری قرار دیا گیا ہے اور خود برادر مکرم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ امت کے اجماعی تعامل اور اہل سنت والجماعت کے علمی مسلمات کا دائرہ کراس کر کے آگے گمراہی کی سلطنت شروع ہو جاتی ہے اور ان مسلمات کے بالمقابل رائے وتفرد کو اگر سوسائٹی تک لے آیا جائے تو فکری انتشار کے ساتھ ایک نیا مکتب فکر جنم لیتا ہے۔ ہمارے فہم سے بالا ہے کہ جب اجماعی تعامل اور مسلمات کے بالمقابل کسی رائے اور ''تفرد'' کی عملی زندگی کے اندر گنجایش ہی نہیں اور وہ سوسائٹی میں آکر فکری انتشار پیدا کر سکتی ہے تو اس رائے یا تفرد کے لیے کسی کا حق کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ماضی کے تفردات کے ساتھ ہمارے اسلاف کا رویہ یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسے حق نہیں بلکہ معذوری تسلیم کرتے ہیں۔''[صفدر، ش:۴]

۲......اور پھر ماضی کے تفردات کو جب قبول نہیں کیا گیا اور مستقبل کے تفردات کو بھی امت کی طرف سے قبول کرنے کا کوئی چانس نہیں ہے تو پھر ان پر اپنی انرجی ضائع کر کے امت کے اندر فکری انتشار پیدا کرنے اور خود کو امت کے اجتماعی علمی وفکری دھارے سے کاٹنا آخر کہاں کی دانش مندی ہے؟

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر مدظلہم فرماتے ہیں:

''حال میں گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''الشریعہ'' نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' پر اپنا ایک ''ضخیم نمبر'' شائع کیا ہے......ایک دردمند عزیز نے یہ ''جہالت نامہ'' مجھے بھی بھیج دیا ہے......نام تو اس کا ''جہاد فی سبیل اللہ نمبر'' ہے مگر حقیقت میں یہ ''انکار جہاد نمبر'' ہے......اول تا آخر تقریباً شر ہی شر اور

لفاظی کا فضول کھیل۔'' [القلم]

حضرت مولانا عبدالجبار سلفی مدظلہ لکھتے ہیں:

''اگر آپ نے محض ''دماغی عیاشی'' کرنی ہے اور بغیر کسی تحقیق و تفہیم کے پانی میں ہی مدھانی چلانی ہے تو پھر ماہ نامہ ''الشریعۃ' حاضر ہے۔ آپ جیسے حضرات کے دم قدم سے ہی ہمارے اس اکلوتے ماہ نامہ کی رونقیں ہیں۔'' [صفدر، ش:۳۰، ص:۳۵]

مولانا عبدالبصیر راشد مدظلہ لکھتے ہیں:

''ان کے ماہنامہ میں کوئی بھی شخص دینی موضوعات پر بے لاگ نقد و تبصرہ کر سکتا ہے۔ گویا کہ یہ اسلامی شریعت نہیں، غامدی شریعت ہے۔ اس بے نتیجہ بحث کو پڑھنے والا جو چاہے نتیجہ اخذ کرلے۔ ...... موصوف نے ہمیشہ انہی موضوعات پر بحث کی جو مستشرقین کے من بھاتے تھے اور ہمیشہ اسی نتیجہ تک پہنچے جو مودودیت اور غامدیت نے پہلے سے تیار کر رکھے ہیں۔'' [عمار خان کی توضیحات پر ایک نظر، ص:۱]

مذکورہ بالا تمام حضرات اور دیگر بیسیوں اکابر و مشایخ کی تصریحات کے بعد 'آزاد فورم' کے نقصان دہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے؟ اس بدیہی بات کے لیے بھی اربابِ الشریعۃ 'بحث و مباحثہ' پر اصرار فرمائیں تو اسے 'بات اُلجھانے' اور 'طول دینے' کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟!

قارئین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنے اس مضمون کی پہلی قسط میں عمار خان صاحب کی فکری آزادی کی بنیادی وجہ ذکر کی تھی۔ اور اس پر عمار خان صاحب کے رقم کردہ شواہدات پیش کیے تھے۔ آخر میں ایک بار پھر عمار خان صاحب کے قلم سے ہی اُن کے والد گرامی کے متعلق چند اقتباسات پڑھ لیجیے جو حال ہی میں انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے نام جواب الجواب میں لکھے ہیں۔ پڑھیے اور فیصلہ کیجیے کہ 'الشریعۃ' کے 'آزاد فورم' کی اصل بنیاد کون ہے؟ عمار خان صاحب؟ یا اُن کے والد گرامی؟

''بنیادی نکتہ اعتراض ......والد گرامی کا یہ طرزِ فکر ہے کہ وہ دوسرے مکاتب فکر اور ان کی نمائندہ شخصیات کے طرزِ فکر کے حوالے سے نرم گوشہ رکھتے ہیں، اہل علم کے لیے جمہور سے مختلف آراء قائم کرنے کو ان کا علمی حق اور اس نوعیت کی آراء کو ان کے ''علمی تفردات'' قرار دے کر ان کے احترام کی بات کرتے ہیں۔ ...... معاصر تناظر میں روایتی طور پر مسلمہ علمی تعبیرات سے اختلاف رکھنے والے حلقوں کے لیے بھی رائے دہی اور علمی مباحثہ میں شرکت کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ اور انہوں نے 'الشریعۃ' کو مباحثہ و مکالمہ کے لیے ایک 'آزاد فورم' کی حیثیت دے کر فکری انتشار و گمراہی پھیلانے کی روش اختیار کر رکھی ہے۔'' [مکتوب بنام مولانا تقی عثمانی، ص:۴]

''آزادانہ بحث و مباحثہ کے حوالے سے 'الشریعۃ' کی پالیسی یک طرفہ طور پر میری وضع کردہ نہیں۔ اس

کی بنیاد خود والد گرامی نے رکھی ہے اور اُن کی طے کردہ اس پالیسی کے تحت ہی میں بطورِ مدیر اس میں اشاعت کے لیے مختلف علمی موضوعات اور بحثوں کا انتخاب کرتا ہوں۔'' [ایضا]

''میرے 'الشریعہ' سے وابستہ رہنے اور اس کی ادارت کی ذمہ داری کے تسلسل کا فیصلہ بھی اصلاً میرا نہیں، بلکہ والد گرامی کا ہے۔'' [ایضا]

''......میری حیثیت موجودہ سیٹ اپ میں والد گرامی کے طرز فکر میں ان کے معاون کی ہے اور وہ خود اس وابستگی کو قائم رکھنا مناسب اور باعث سہولت سمجھتے ہیں......'' [ص:۵]

''اس اُلجھن کا ایک حل تو یہ ہے کہ......والد گرامی اپنے اس طرزِ فکر و عمل سے دست بردار ہو کر...... حضرت (امام اہل سنت) رحمہ اللہ کے طرزِ فکر اور ترجیحات کی پابندی قبول کر لیں۔......لیکن ظاہر ہے کہ یہ طریقہ سیدھا سیدھا منافقت اختیار کرنے کے مترادف ہے اور شرعی اور اخلاقی کسی بھی لحاظ سے کوئی جواز نہیں رکھتا۔'' [ص:۵]

اسی مکتوب میں جناب عمار خان صاحب نے اپنے والد گرامی کے حضرت امام اہل سنتؒ کی ترجیحات و طرزِ فکر سے مختلف طرزِ فکر کا حامل ہونا بھی تسلیم کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''حضرت (امام اہل سنت) رحمہ اللہ کے جانشین کی حیثیت سے اس طرزِ فکر کا تسلسل اس حلقے کی مخصوص ذہنی ترجیحات کے لحاظ سے قابل قبول نہیں ہے۔......ان (حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ) کے حلقہ ارادت میں شامل ایک طبقہ ان کے جانشین کے طور پر ایک ایسی شخصیت کو دیکھنا پسند کرے گا جس کی علمی دلچسپیوں اور ترجیحات کا بنیادی دائرہ مسلکی ہو اور جو جزئیات تک میں حضرت (امام اہل سنت) رحمہ اللہ کی آراء اور ترجیحات کا مقلد ہو۔ لیکن والد گرامی جیسے، وسیع تر علمی و فکری دائرے سے دلچسپی رکھنے والے شخص کا ان کا جانشین قرار پانا بہر حال ایک مخصوص حلقے کو مسلکی ترجیحات سے متصادم معلوم ہوتا ہے۔'' [ص:۵]

''یہ عریضہ انہیں (مولانا زاہد الراشدی صاحب کو) ملاحظہ کروانے کے بعد ہی آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے۔'' [ص:۶]

عمار خان صاحب کے تحریر کردہ مکتوب کے ان حوالہ جات سے مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم کا حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے طرزِ فکر و ترجیحات سے مختلف طرزِ فکر کا حامل، 'آزاد فورم' کا حامی و موید اور عمار خان صاحب کا پشت پناہ ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ اب بھی اگر بعض لوگ مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم کو 'بنیادی طور پر' عمار خان صاحب سے جدا طرزِ فکر کا حامل باور کرانے پر مصر ہوں تو اُن کے لیے ہدایت کی دعا کے علاوہ اور کیا کِیا جا سکتا ہے؟! والله يهدي إلى الحق (ختم شد)

☆......☆......☆......☆

مولانا عبدالرحیم چاریاری

قضیہ مولانا زاہد الراشدی صاحب......مرحلہ وار

(قسط نمبر ۳)

......دوسرا مرحلہ......

مقام عبرت:

جناب عمار خان صاحب کی بے اعتدالیاں حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے لگیں اور مولانا زاہد الراشدی صاحب اُن کے دفاع میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے دکھائی دیئے تو محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم نے ''مقام عبرت'' نامی ایک رسالہ تالیف فرمایا، جس میں حدود وتعزیرات اور اجماع سے متعلق عمار خان صاحب کے موقف کے بطلان کو دلائل سے آشکارا کرنے کے ساتھ ساتھ عمار خان صاحب کے دفاع میں مولانا زاہد الراشدی صاحب کی بعض ناانصافیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ اوران کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم کے اس کتابچے کے بارے میں ابن امام اہل سنتؒ حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم کی رائے ملاحظہ ہو:

> ''مخدوم مکرم مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب (جامعہ مدنیہ لاہور) نے اس پر گرفت کی اور ''مقام عبرت'' کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور ہمیں اس بات کا اعتراف واعلان کرنے میں کوئی باک وعار نہیں ہے کہ ان کی گرفت جمہور اہل السنّت والجماعت کے اصول ومسلک کے عین مطابق ہے اور حضرت امام اہل سنتؒ کے مسلک وطرزِ تحقیق سے بھی مکمل مطابقت رکھتی ہے اور ہم اُن کی طرف سے اِس عالمانہ وناصحانہ گرفت پر اُن کے انتہائی ممنون وشکر گذار ہیں۔'' [صفدر، ش:۴]

لیکن مولانا زاہد الراشدی مدظلہم نے مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم کی اس خیر خواہانہ نصیحت کو قابل قبول نہ سمجھا اور اُن سے مباحثہ جاری رکھا، بلکہ اُن سے تقاضا کیا کہ وہ بھی 'بحث برائے بحث' فرماتے رہیں۔ لیکن جب حضرت مفتی صاحب مدظلہم کو یقین ہو گیا کہ یہ حضرات حق تسلیم کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے، بلکہ اس کا مقابلہ کرنے کے خواہش مند ہیں تو انہوں نے مباحثہ سے معذرت فرمالی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''عمار خان کا یہ رویہ اِس بات پر کافی دلیل تھا کہ وہ حق کے طالب نہیں، مقابل ہیں۔......حق کے طالبوں کے لیے یہ ان شاء اللہ مفید تحریر ثابت ہوگی۔ کوئی حق کا طالب ہی نہ ہو تو اس پر ہمارا کیا زور۔ الحمدللہ ہمیں اپنی بات کے صحیح ہونے کا اور عمار خان کی باتوں کے باطل وفاسد ہونے کا یقین ہے۔ اس

لیے ہمیں عمار خان کے ساتھ آزاد غور وفکر میں شریک ہونے کی نہ پہلے دلچسپی ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔''

امام اہل سنت ؒ کا مسلک اعتدال اور عمار خان ناصر:

اس کے بعد حضرت امام اہل سنت ؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم نے ایک مفصل مضمون بنام ''امام اہل سنت کے افکار ونظریات......تحقیق اور اصول تحقیق کے آئینے میں'' تحریر فرمایا، جس میں انہوں نے عمار خان صاحب کے افکار پر کڑی تنقید کے ساتھ ساتھ مولانا زاہد الراشدی صاحب کے طرزِ فکر سے بھی شدید اختلاف کیا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

''اس مقام پر ہمیں برادر مکرم (مولانا زاہد الراشدی صاحب) مدظلہ کے اس موقف سے شدید اختلاف ہے کہ ''تفردات ہر صاحب علم کا حق ہے۔'' ہمارے خیال میں تفردات قائم کرنا 'حق' نہیں ہے، بلکہ 'معذوری' ہے، کیونکہ حق قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دروازے ہمیشہ کے لیے ہر صاحب علم کے لیے کھلے ہیں۔ جب کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ ماضی کے اہل علم کے تفردات کو اُن کا حق تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ اُن کی معذوری قرار دیا گیا ہے اور خود برادر مکرم اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اُمت کے اجماعی تعامل اور اہل السنّت والجماعت کے علمی مسلمات کا دائرہ کراس کر کے آگے گمراہی کی سلطنت شروع ہو جاتی ہے اور اِن مسلمات کے بالمقابل رائے وتفرد کو اگر سوسائٹی تک لے آیا جائے تو فکری انتشار کے ساتھ ایک نیا مکتب فکر جنم لیتا ہے۔ ہمارے فہم سے بالا ہے کہ جب اجماعی تعامل اور مسلمات کے بالمقابل کسی رائے اور ''تفرد'' کی عملی زندگی کے اندر گنجائش ہی نہیں اور وہ سوسائٹی میں آ کر فکری انتشار پیدا کر سکتی ہے تو اس رائے یا تفرد کے لیے کسی کا حق کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ [ایضا]

خاندان کے ایک فرد کی انتہائی دردمندانہ نصیحت واپیل بھی عمار خان صاحب اور ان کے سرپرست جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ اور عمار خان صاحب نے حسب عادت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کے مضمون کے جواب میں بھی دو چار صفحے کالے کر ڈالے اور اپنی روش جاری رکھی۔

'غامدیت کیا ہے؟':

مذکورہ بالا دونوں رسائل کے بعد ہم نے ''غامدیت کیا ہے؟'' نامی ایک کتاب ترتیب دی تھی۔ جس میں درجِ ذیل موضوعات پر بحث کی گئی تھی:

غامدی صاحب کے ۵۰ گمراہ کن عقائد ونظریات......ارتداد کا پس منظر......مرتد کی سزا، عقل ونقل کی روشنی میں......مرتد کی شرعی سزا کے بارے مختلف اعتراضات کے جوابات......حیات عیسیٰ اور غامدی صاحب......حجیت سنت اور غامدی صاحب کا سنت کے بارے میں نظریہ......داڑھی کی شرعی حیثیت اور غامدی صاحب......دجال، یاجوج ماجوج کے بارے میں غامدی صاحب کا موقف......غامدی صاحب کا

یہود و ہنود کی تکفیر سے انکار......عورت کا دوپٹہ اور غامدی صاحب......رجم کی سزا اور غامدی صاحب......
مسلمان عورت کے غیر مسلم سے نکاح، عورت کی امامت، مرد و زن کے اکٹھے نماز پڑھنے، انسانی اعضاء کی تجارت، تصویر سازی، اصول فطرت، مصادرِ قرآن اور امم سابقہ کے بارے میں غامدی صاحب کے موقف پر مدلل بحث...... غامدی صاحب کے بارے میں علماء کا موقف......غامدی مکتبۂ فکر......غامدی صاحب کا چھوٹا کنبہ......غامدی فکر، اجماع امت وغیرہ کے بارے میں عمار خان صاحب کے موقف پر مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہم کی گرفت......امام اہل سنتؒ کا مسلک اعتدال اور عمار خان ناصر......عمار خان ناصر اپنی کتاب کے آئینے میں......مولانا زاہدالراشدی صاحب کی طرف سے غامدی صاحب کے ترجمان جناب عمار خان صاحب کی سرپرستی......حضرت امام اہل سنتؒ کے طرزِ فکر اور مشن سے مولانا راشدی مدظلہم کی روگردانی......
ماہنامہ الشریعہ پر 'وفاق المدارس' کا تبصرہ۔

ان موضاعات پر بحث کے بعد آخر میں ہم نے اہل سنت عوام وعلماء سے مطالبہ کیا تھا کہ غامدی صاحب کے مشن وفکر کے ترجمان وداعی جناب عمار خان صاحب کی سرپرستی کرنے والوں کا بائیکاٹ کیا جائے اور اُن کو دینی پروگراموں میں مدعو کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

ہماری اِس کتاب پر مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، مولانا مفتی محمد عیسیٰ، مولانا قاضی ظہور الحسین چکوال، مولانا مفتی زرولی خان، مولانا مفتی انور اوکاڑوی، مولانا محمد ازہر، مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی اور مولانا عبدالرحیم [جھنگ] وغیرہم علماء کی تقاریظ بھی ثبت ہیں۔انہی تقریظات میں سے مولانا زاہدالراشدی صاحب کے متعلق چند جملے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔امید ہے کہ یہ کتاب جہاں اُمت مسلمہ کو فتنہء غامدیت کے اضلال وگمراہی سے بچانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔وہاں حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہ کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کا سبب بھی ثابت ہوگی۔

۲۔طرڈ ارللباب یا بالطبع غامدی کے ذہنی وفکری ہمنواؤں اور خاموش تائید کنندگان کو بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کی ہے۔خدا کرے کہ یہ کتاب ان طبقات ثلاثہ کے علاوہ عامۃ المسلمین کے دین و ایمان کے تحفظ کا ذریعہ بھی ثابت ہو۔

۳۔اس ضمن میں کچھ ایسی شخصیات بھی زیر بحث آ گئی ہیں۔جو غامدی صاحب کی سو فیصد ہمنوا تو نہیں ہیں۔مگر اُن کے بعض ارشادات ونگارشات سے فکر غامدی کی تائید یا تحسین کا پہلو نکلتا ہے۔اُن کے حق میں ہماری دعا ہے کہ خدا کرے وہ اس کتاب کا خالی الذہن ہو کر مطالعہ فرمائیں۔اور اِس کی برکت سے ایک کج فکر اور منکر حدیث شخص کی اتباع اور تصویب وتحسین سے بچ جائیں۔

۴۔حضرت امام اہل سنتؒ کی تمام مساعی جمیلہ پر پانی پھیرتے ہوئے اُن کے فرزند ارجمند مولانا زاہدالراشدی ہر بدعتی کی کتاب کی تقریظ لکھنے کے لیے معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں۔

۵۔مگر دورِ حاضر کے منکر حدیث جاوید غامدی اور اُس کے شاگرد عمار بن زاہد الراشدی کے نظریات سے مولانا زاہدالراشدی مرعوب ہو کر اُن کی بعض کتب پر بھی تقریظات لکھ رہے ہیں۔جس کی وجہ سے ماہنامہ ''وفاق المدارس'' نے بھی مولانا کو کچھ متنبہ کرنے کی کوشش کی ہے۔بہر حال مولانا کو اپنے اِس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

۶۔قوی امید ہے کہ مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہ اپنے بیٹے حافظ عمار خان ناصر کو سختی سے باز رکھیں گے۔

۷۔اِس فتنہ کی تردید کے ضمن میں بعض ایسی شخصیات پر کچھ باتیں تحریر میں آ گئی ہیں۔جن کے بارہ میں اِس فکری کجروی کی تائید کا گمان بھی نہ تھا۔لیکن تحریر مدلل ہونے کی بناء پر ماننے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔[غامدیت کیا ہے؟ حصہ تقریظات]

مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم اور جناب عمار خان صاحب تو ہماری معروضات کو کسی خاطر میں ہی نہ لائے۔البتہ گوجرانوالہ کے ایک اور صاحب نے مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم کے حق میں قلم اٹھایا اور ''ناقدین کے نام کھلا خط'' کے نام سے چند صفحات مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم کی شخصی خوبیوں (جن سے کسی کو انکار نہیں) سے پُر فرما دیئے۔بعض اکابر اہل سنت نے مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم کی ذاتی و شخصی خوبیوں کی بنا پر اُن کی جو تعریف و توصیف کی تھی اس کے حوالے جمع کر دیئے۔لیکن ہمارے اٹھائے گئے اعتراضات (جو محل نزاع ہے) کا جواب دینے کی زحمت نہیں فرما سکے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مکتوب گرامی:

۲۰۱۱ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے مولانا زاہدالراشدی صاحب کو الشریعہ میں شائع ہونے والے ایک فتویٰ سے متعلق خط لکھا، اسی خط میں ضمنی طور پر حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے انتہائی ادب واحترام سے یہ گزارش بھی کی کہ الشریعہ کی پالیسی عوام الناس کے لیے ذہنی الجھن کا سبب ہے، لہٰذا اس پالیسی سے احتراز کیا جائے۔مولانا تقی عثمانی مدظلہم کی عبارت ملاحظہ ہو:

''اِس قسم کے مسائل پر تبصرہ یا گفتگو جب عوام تک پہنچتی ہے تو وہ اکثر اُلجھن کا شکار ہوتے ہیں اور بات کو اُس کے سیاق سے ہٹ کر سمجھنے لگتے ہیں۔اِس لیے بندے کا نہایت اَدب کے ساتھ مخلصانہ مشورہ ہے کہ آئندہ ایسے مضامین کو ''الشریعہ'' میں شامل نہ کیا جائے۔......امید ہے کہ اِن مؤدبانہ گذارشات پر جناب والا ضرور توجہ فرمائیں گے۔'' [صفدر، اکتوبر ۲۰۱۴ء]

عمار خان صاحب اور اُن کے والد گرامی پر اِس خط کا بھی مطلق اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ مفتی تقی عثمانی مد ظلہم کا یہ خط الشریعہ میں شائع کر دیا گیا، لیکن اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی تکلیف گورا نہیں کی گئی۔

مولانا عبدالقدوس قارن مد ظلہم کا مکتوب گرامی:

اِس انتہائی خطرناک صورتحال کو دیکھتے ہوئے ۲۰۱۳ء میں ابن امام اہل سنتؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن مد ظلہم نے مولانا زاہدالراشدی مد ظلہم کو اُن کی اور عمار خان صاحب کی غلط پالیسی سے متعلق ایک عدد خط لکھا۔ خط کے چند مندرجات ملاحظہ ہوں:

> ''حضرت (امام اہل سنت رحمہ اللہ) کے نظریہ کی صحیح ترجمانی آپ کا فریضہ ہے، اس میں بے توجہی کا نتیجہ خلفشار پیدا کرتا ہے۔......مخالفین کے بارے میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ عمل کو پیش کر کے عزیزم عمار خان ناصر کے بے اعتدالی کی راہ پر چل کر اختیار کردہ نظریات کو تحفظ فراہم کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اِس لیے کہ حضرتؒ نے کبھی آزاد خیال نظریات کے حامل لوگوں کی تائید نہیں فرمائی بلکہ حتی الوسع تردید ہی فرمائی ہے۔'' [الشریعہ جولائی ۲۰۱۳، ص: ۵۳]

لیکن افسوس کہ مولانا قارن مد ظلہم کی طرف سے اِس صراحت کے باوجود اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی گئی اور یہ خط بھی 'الشریعہ' میں صرف شائع کرنے پر اکتفاء کیا گیا۔

مجلّہ 'صفدر':

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ عموماً ہر فرعون کے لیے کوئی نہ کوئی موسیٰ ضرور پیدا فرما دیتے ہیں۔ حضرت امام اہل سنتؒ کے خاندان کے فرد جناب عمار خان صاحب نے جب اہل سنت کے عقائد و افکار سے لوگوں کا اعتماد اٹھانے کی کوشش کی اور مولانا زاہدالراشدی مد ظلہم نے اُن کی سرپرستی و تائید برقرار رکھی تو حضرت امام اہل سنتؒ کے خاندان کے ہی دو بچوں کو اللہ تعالیٰ نے اِس فتنے کی سرکوبی کے لیے منتخب فرمالیا۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر مجلّہ صفدر اِس میدان میں نہ اترتا تو شاید ابھی تک اس فتنہ کے خدوخال پوری طرح واضح ہو کر سامنے نہ آپاتے۔ اور بہت سے حضرات جو اَب اِس فتنے کے تعاقب میں پیش پیش ہیں، مختلف رسائل و جرائد میں مضامین شائع ہو رہے ہیں، اِس وضاحت و صراحت کے ساتھ نہ ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ڈھیروں جزائے خیر نصیب فرمائے مجلّہ صفدر کے سرپرست، نگران، مدیران اور تمام انتظامیہ کو انہوں نے انتہائی کڑے وقت میں اس فتنے کے خلاف استقامت سے کام کیا۔ آج الحمدللہ ملک بھر کے علماء اور عوام اُن کے احسان مند اور شکر گزار ہیں۔ جزاھم اللہ أحسن الجزاء، عنا وعن سائر المسلمین ۔ مجلّہ صفدر میں اِس سلسلہ میں شائع ہونے والے مضامین کی اجمالی فہرست ذکر کی جاتی ہے۔ (سابقہ شماروں کی مکمل فہرست ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی۔ [ادراہ])

☆......عوام جمہور اہل سنت سے وابستہ رہیں۔(مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی)[ش:۴]

☆......امام اہل سنت کا مسلک اعتدال اور عمار خان ناصر(مولانا عبدالحق خان بشیر)[ش:۴]

☆......گستاخ رسول کی سزا اور مسلمانوں کی ذمہ داری(مولانا عبدالقدوس خان قارن)[ش:۵]

☆......عمار خان ناصر! کس راستے پر چل نکلے؟(مولانا عبدالقیوم حقانی)[ش:۵]

☆......(عمار خان ناصر کی) فکری دہشت گردی(مولانا محمد احمد حافظ)[ش:۵]

☆......مرزا غلام احمد قادیانی کو پاگل کہہ کر تکفیر نہ کرنا(مولانا مفتی عبداللہ)[ش:۵]

☆......توہین رسالت کا مسئلہ اور عمار خان ناصر(مولانا مفتی عبدالواحد)[ش:۶]

☆......جناب عمار خان ناصر کی خدمت میں!(پروفیسر خالد شبیر)[ش:۹]

☆......فتنہ عمار خانیت کے تعاقب کی ضرورت(مولانا محمد احمد حافظ)[ش:۱۰]

☆......عمار ناصر کی قادیانیت نوازی، الزام یا حقیقت؟(احسن خدامی)[ش:۱۵]

☆......مرزا غلام احمد قادیانی کو پاگل کہہ کر تکفیر نہ کرنا(مولانا مفتی عمر فاروقی)[ش:۱۵]

☆......تحفظ ناموس انبیاء اور گستاخ رسول کی شرعی سزا(حمزہ احسانی)[ش:۲۱]

☆......مسجد اقصیٰ اور عمار خان ناصر کی یہود نوازی(مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد)[ش:۲۶/۲۷]

☆......تصویر بنانے کا گناہ(احسن خدامی)[ش:۲۷]

☆......اسلام کا تصورِ جہاد اور عمار خان ناصر(مفتی شعیب احمد)[ش:۲۸ تا ۳۳]

☆......شاہیں کا جہاں اور ہے[شیخ اسامہ بن لادنؒ پر عمار کی تنقید](عبداللہ عاجزؔ[ش:۲۹]

☆......مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور کے نام مکتوب(مولانا زاہد حسین رشیدی)[ش:۲۹]

☆......امیر عبدالقادر الجزائری(احسن خدامی)[ش:۲۹]

☆......اجماعی مسائل اور عمار خان ناصر کی بہادریاں(مولانا حسین احمد مدنی)[ش:۲۹]

☆......فلم کے ذریعہ ناموس رسالت کا تحفظ(احسن خدامی)[ش:۳۱]

☆......مولانا زاہد الراشدی سے چند سوالات(محمد یامین، اسلام آباد)[ش:۳۲]

☆......عمار خان کا نیا اسلام اور اس کی سرکوبی(مولانا مفتی عبدالواحد)[ش:۳۳]

☆......مولانا راشدی کی غامدیت نوازی، تصویر کا دوسرا رُخ(احسن خدامی)[ش:۳۴]

☆......مشاہدات بجواب شواہدات(احسن خدامی)[ش:۳۵ تا تا حال]

☆......ایران کا خونی انقلاب(شمس الدین طلحہ صفدری)[ش:۳۷]

☆......مولانا زاہد الراشدی صاحب کے نام جوابی مکتوب(مولانا سلیم اللہ خان)[ش:۳۸]

☆......گزارشِ احوال واقعی(مولانا راشدی سے گزارشات اور اُن کا ردعمل) حمزہ احسانی[ش:۳۸]

☆......اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!(احسن خدامی)[ش:۳۸]
☆......راشدی صاحب سے علماء حق کے بائیکاٹ کے اسباب (مولانا عبدالرحیم چاریاری)[ش:۳۸]
☆......مولانا زاہد الراشدی کو رجوع الی الحق کی فہمائش و دعوت (مولانا مفتی عارف محمود)[ش:۳۸]
☆......عمار ناصر اور مولانا راشدی کے بارے متفقہ فیصلہ (شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان)[ش:۳۸]
☆......اکابر کا فیصلہ اور مولانا راشدی صاحب کا طرزِ عمل (حمزہ احسانی)[ش:۳۸]
☆......قادیانیوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیوں؟(عدیل عمران)[ش:۴۱]
☆......اربابِ الشریعہ کی خدمت میں!(حافظ محمد اسامہ مکی)[ش:۴۲ تا ۴۵]
☆......قضیہ مولانا راشدی صاحب، مرحلہ وار (خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری)[ش:۴۲ تا تاحال]
☆......مولانا زاہد الراشدی سے چند طالب علمانہ سوالات!(مولانا مفتی عبدالقوی)[ش:۴۳]
☆......حافظ اسامہ مدنی کی خدمت میں!(مولانا منصور الحق)[ش:۴۳]
☆......تعارف وتبصرہ [ماہنامہ الشریعہ کی اشاعت خاص](احسن خدامی)[ش:۴۳]
☆......مکتوب بنام عمار خان ناصر (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)[ش:۴۴]
☆......دیوبندی، بریلوی اختلاف، حضرت شہید اسلامؒ اور الشریعہ......(محمد زبیر سعیدی)[ش:۴۴]

مسجد اقصیٰ اور یہود نوازی (ضربِ مومن):

مجلّہ 'صفدر' میں ترجمان اہل حق حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم کے مضمون 'مسجد اقصیٰ اور عمار خان کی یہود نوازی' کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب مدظلہم نے ہفت روزہ 'ضربِ مومن' میں مسلسل پانچ ہفتے اس فتنے کے تعاقب میں انتہائی موثر ومفید مضامین لکھے۔ جن میں مسجد اقصیٰ اور امیر عبدالقادر الجزائری وغیرہ موضوعات پر بحث فرمائی اور حقائق کو آشکارا فرمایا۔ مفتی ابولبابہ صاحب مدظلہم کے اِن مضامین کا بحمد اللہ عوامی سطح پر بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ اُس سے قبل اِس فتنے کا تعاقب محدود سطح پر ہو رہا تھا، مفتی صاحب کے مضامین کے بعد عوام الناس کی بڑی تعداد اِس فتنے سے آگاہ ہوئی۔ [۲۰۱۳ء]

مسجد اقصیٰ اور عمار خان (ماہنامہ بینات):

ملک عزیز پاکستان کے سب سے بڑے دینی تعلیمی ادارہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ترجمان ماہنامہ 'بینات' میں حضرت مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب مدظلہم کا انتہائی مفصل ومدلل مضمون شائع ہوا۔ جس سے عوام کی کثیر تعداد نے اِس فتنہ سے آگاہی حاصل کی۔ [بینات ۲۰۱۳ء]

عمار خان کا نیا اسلام اور اس کی سرکوبی:

۲۰۱۳ء میں ہی محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم نے اپنے تالیف کردہ

رسائل: 'مقام عبرت'، 'مسجد اقصیٰ اور عمار خان کی یہود نوازی'، 'توہین رسالت کا مسئلہ اور عمار خان' اور مولانا مفتی شعیب احمد صاحب مدظلہم [لاہور] کا رسالہ 'اسلام کا تصور جہاد اور عمار خان ناصر' کا مجموعہ ''عمار خان کا نیا اسلام اور اس کی سرکوبی'' کے نام سے شائع فرمایا۔ جس میں خاصی مقدار میں اضافہ جات وتوضیحات بھی شامل ہیں۔ اس کتاب کے چند پیراگراف ملاحظہ کیجیے:

۱۔ ''عمار خان، جاوید غامدی کو ہم عصر اہل علم میں سے شمار کرتے ہیں اور ان کے بے باک ترجمان ہیں۔ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نیا ایڈیشن لوگوں میں پھیلائیں۔ مولوی عمار خان چونکہ مولوی بھی ہیں اس لیے وہ علم کے نام پر ایک تو علماء کے اندر انتشار پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور دوسرے عوام کو اہل حق علما سے برگشتہ کرنے کے شغل کو بھی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب ان کے پشت پناہ ہیں۔''

۲۔ ''جاوید غامدی اور عمار خان مولانا زاہد الراشدی صاحب کے معیار پر کس قدر پورے اترتے ہیں مولانا کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس تک نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوں کہ یہ نوجوان حق کے طالب ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عمار خان ہی کی تحریریں پڑھئے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ اپنے افکار میں پختہ اور جامد ہیں۔ حق طلبی سے انہیں دلچسپی نہیں ہے اور ان کی اصل غرض جاوید غامدی کے اور اپنے افکار کی اشاعت ہے۔''

۳۔ ''مولانا زاہد الراشدی صاحب سے ہمیں شکوہ ہے کہ جب وہ سنت کا وہ معنی لیتے ہیں جو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے اور جب اجماعی تعامل اور اہل سنت کے مسلمات کے وہ قائل ہیں تو انہیں اندازہ تو ہوگا کہ عمار خان کی کونسی بات درست ہے اور کونسی غلط ہے۔ لیکن مولانا اپنی رائے دینے کے بجائے آزاد غور وفکر کے نام پر دوسروں کو لڑا کر اور الجھا کر خود تماشا دیکھتے ہیں۔ مولانا کو جاوید غامدی اور عمار خان سے ہمدردی ہے لیکن دوسرے عام وخاص مسلمانوں سے اور دین حق سے وہ اس طرح ہمدردی کا اور حدیث الدین النصیحہ پر کلی عمل کا مظاہرہ نہیں کررہے، حالانکہ عمار خان نے ذرا ذرا سی مثالیں دے کر کسی بھی مناسبت کے بغیر محض اپنے اجتہاد کے لیے ہادم دین ضابطے نکالے ہیں۔''

عقائد اہل سنت اور مولانا زاہد الراشدی کی نوازشات:

۲۰۱۳ء ہی میں ہم نے ''عقائد اہل سنت اور علامہ ابوعمار صاحب کی نوازشات'' نامی کتاب ترتیب دی، جس پر تفصیلی بحث قارئینِ صفدر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کتاب کے موضوعات کی صرف اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے۔

یہود ونصاریٰ کی ہمنوائی، قادیانیت نوازی، غامدیت نوازی، رافضیت نوازی، مودودیت نوازی،

مماتیت نوازی، بریلویت نوازی، آزاد فورم، حقیقی جانشین کون۔

ہماری اس کتاب کے جواب میں گوجرانوالہ کے حافظ اسامہ مدنی نامی کسی صاحب نے ''شواہدات'' نامی کتاب لکھی۔ جو ایک رسالے میں قسط وار شائع بھی ہوئی۔ ایک صاحب نے اُس پر تقریظ بھی لکھی۔ حافظ صاحب موصوف نے اپنی کتاب میں بطورِ تائید زیادہ تر مولانا زاہدالراشدی صاحب مدظلہم، ماہنامہ الشریعہ اور بعض دیگر اُن کے حامی حضرات کی وہی عبارات نقل کردی ہیں جو خود مختلف فیہ ہیں۔ نیز علماء ومشائخ کے زمانہ ماضی کے وہ اقوال جو مولانا راشدی صاحب مدظلہم کے شخصی اور ذاتی اوصاف کی تعریف وتوصیف میں کہے گئے، درج کر کے خوب خلط مبحث سے کام لیا ہے۔ اس سے ہٹ کر بھی انہوں نے دلائل کے نام پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کی حقیقت، محترم حضرت مولانا صاحبزادہ احسن خدامی صاحب مدظلہ نے خوب کھول کر رکھ دی ہے۔ اللہ پاک اُن کو جزائے خیر نصیب فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ اِس دوران ماہنامہ ''القاسم''، ماہنامہ ''لولاک''، ماہنامہ ''تکبیر مسلسل'' اور دیگر رسائل میں بھی مختلف مضامین شائع ہوتے رہے۔ یہاں سب کا احاطہ مقصود نہیں بلکہ یہ عرض کرنا پیشِ نظر ہے کہ ۲۰۰۹/۱۰ء میں 'وفاق المدارس' کے ساتھ خط وکتابت، کمیٹی کے قیام اور دسمبر ۲۰۱۳ء میں مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کے فیصلۂ بائیکاٹ کا درمیانی چار پانچ سال کا عرصہ خاموشی کے ساتھ نہیں گزرا بلکہ اہل حق کی طرف سے مسلسل زبانی وتحریری، انفرادی واجتماعی طور پر عمار خان اور مولانا راشدی صاحب مدظلہم کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش ہوتی رہی۔ اور دوسری طرف عوام الناس کے ایمان وفکر کی حفاظت کے لیے اُن کو بھی مسلسل اس فتنے سے آگاہ اور خبردار کیا جاتا رہا۔

مقصدِ اول میں تو کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اَربابِ الشریعہ بدستور اپنے موقف پر قائم رہے اور تاحال قائم ہیں۔ لیکن دوسرے مقصد میں بحمد اللہ نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ملک بھر کے علماء وعوام اِس فتنہ سے آگاہ وخبردار ہوئے۔ تقریباً ہر طبقہ کے علماء نے اِس فتنہ کی خطرناکی کو محسوس کیا اور عوام کو اِس سے بچنے کی تلقین کی۔ اور 'الشریعہ' جو پہلے بڑھ چڑھ کر علماء واکابرِ اہل سنتؒ اور اُن کے مسلک ومشرب پر حملے کر رہا تھا، اَب دِفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور ہوا، پہلے اُسے 'دیوبندی رسالہ' سمجھا جاتا تھا، اَب 'غامدیت کا ترجمان' شمار کیا جانے لگا۔ اور عوام الناس کے حوالے سے یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ لیکن اِس کے باوجود ہم سب کی خواہش تھی اور اَب بھی ہے کہ آخر یہ لوگ ہم سے ہی جدا ہوئے ہیں، اگر یہ اپنے موقف وطرزِ عمل پر نظر ثانی کر کے اپنی بے پناہ خداداد صلاحیتوں کو دین ومسلک کے لیے صحیح رُخ پر استعمال کریں تو بلاشبہ بہت فائدہ ہوگا۔ اِسی مقصد کے حصول کے لیے مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے بائیکاٹ کی تجویز دی، جس کا تذکرہ آگے ''تیسرے مرحلے'' میں آئے گا۔ ان شاء اللہ (جاری ہے۔۔۔) ☆☆

ضبط وترتیب: خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ

مولانا عبدالقادر ڈیروی صاحب مدظلہم کی

عقیدہ حیات النبی سے متعلق وضاحت

حضرت مولانا عبدالقادر ڈیروی صاحب مدظلہم جنوبی پنجاب کی مشہور شخصیت ہیں، چند دن قبل بہاول پور تشریف لائے اور اہل بہاول پور کو اپنے بیانات سے مستفید فرمایا۔

مولانا ڈیروی صاحب کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی عقیدے ''عقیدہ حیات النبی'' کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس مسئلہ میں فرقہ ضالہ مبتدعہ، عصر حاضر کے معتزلہ مماتیہ کے ہم خیال یعنی منکر حیات ہیں۔ لیکن یہ محض سنی سنائی بات تھی اس کی کوئی تصدیق نہ تھی، چنانچہ مولانا موصوف کی اس مرتبہ تشریف آوری پر اہل علاقہ نے اُن سے اس سلسلہ میں دریافت کرنے کا مشورہ کیا۔ اور اس کام کے لیے اہل السنۃ والجماعۃ کی عظیم دینی درسگاہ ''دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور'' کے استاذ الحدیث استاذِ محترم حضرت مولانا سید اصغر علی شاہ صاحب مدظلہم کا انتخاب ہوا۔

مؤرخہ ۲۱ / مارچ ۲۰۱۲ء بروز بدھ کو استاذ محترم حضرت شاہ صاحب مدظلہم نے اپنی موجودگی میں مولانا غلام مرتضیٰ کے ذریعے مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہم سے سوال کیا تو مولانا عبدالقادر صاحب نے وضاحت فرماتے ہوئے نہ صرف اس باطل عقیدہ کی اپنی طرف نسبت کو غلط قرار دیا بلکہ اس عقیدہ کے حاملین کو گمراہ قرار دیتے ہوئے اہل حق، اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے عقیدہ سے وابستگی کا اظہار فرمایا۔

استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد یوسف الحسینی مدظلہم نے مولانا ڈیروی صاحب مدظلہم کی وہ وضاحتی گفتگو استاذِ محترم حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی زبانی سن کر ریکارڈ کرلی۔ اور بندہ ناچیز کو اسے تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ ذیل میں وہ گفتگو معمولی تغیر کے ساتھ قارئین کے پیش خدمت ہے۔

(استاذِ محترم حضرت مولانا علی اصغر شاہ مدظلہم فرماتے ہیں:) مولوی غلام مرتضیٰ صاحب سے میں نے کہا کہ: آپ ان (مولانا ڈیروی صاحب) سے سوال کریں، پھر مولوی غلام مرتضیٰ صاحب نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت! یہ اعتراض نہیں، صرف دل کی تسلی اور اطمینان کے لیے ایک سوال ہے۔

حضرت نے فرمایا: پوچھیں! انہوں نے کہا کہ: کچھ حضرات سے آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ مماتی نظریہ رکھتے ہیں، ''حیات النبی'' کے قائل نہیں ہیں؟

تو انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگائے اور کہا العیاذ باللہ! العیاذ باللہ! میں اس عقیدے والے کو گمراہ سمجھتا ہوں اور

میں ''سماع عند القبر'' کا قائل ہوں۔ اور اس پر میں نے پمفلٹ بھی لکھے ہیں جن پر میرے دستخط ہیں۔

اور احمد سعید چتر وڑھی نے ایک دفعہ تقریر میں گستاخانہ کلمات کہے جو مشہور ہوئے تھے، اس کے بارے میں مَیں نے اُسے خط لکھا اور ہر مماتی کو خط لکھا، میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ آپ کبھی تشریف لائیں میں آپ کو دکھاؤں گا۔ ساتھ ساتھ میں نے جوابی لفافہ بھی بھیجا، اور اُن سے پوچھا کہ اِس نے یہ گستاخانہ کلمے کہے ہیں، اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کسی ایک مماتی نے بھی مجھے جواب نہیں دیا، کسی نے بھی۔ پھر میں نے دوبارہ احمد سعید کو خط لکھا اور خوب وضاحت کر کے لکھا، پھر اُس نے مجھے جواب لکھا اور اُس میں یہ لکھا کہ: واقعی مجھ سے یہ توہین آمیز کلمات نکلے ہیں، میں ان سے رجوع کرتا ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آج بھی احمد سعید کا وہ خط میرے پاس موجود ہے۔

لیکن......علی پور میں میرے جاننے والے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ اس خط کے بعد احمد سعید کا علی پور میں بیان ہوا، لوگوں نے اسے کہا کہ آپ نے یہ یہ بات کہی تھی، سنا ہے کہ آپ نے اس سے رجوع کر لیا ہے؟ تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے کوئی رجوع وجوع نہیں کیا۔ یعنی اس خط کے بعد اس نے رجوع سے انکار کر دیا۔ اب آپ بتائیں کہ، میرا عقیدہ کیا ہے؟

دوسری بات کہ میرا (اصلاحی) تعلق حضرت (مولانا عبداللہ) درخواستی رحمہ اللہ سے رہا ہے، لیکن وہ سلوک سکھاتے نہیں تھے۔ اُس کے بعد میرا تعلق مولانا خان محمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ رہا ہے، اگر یہ حضرات اس عقیدے کے حامل تھے تو میں بھی ہوں گا۔!!

پھر انہوں نے چیچہ وطنی کے پیر جی مولانا عبداللطیف صاحب کا ایک واقعہ سنایا، (جو پیر جی کے نام سے مشہور تھے۔ اُن کے والد ان کو بچپن میں حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کے پاس لے گئے، حضرت رائے پوری نے دیکھ کر فرمایا: ''آؤ جی پیر جی!'' وہ قبولیت کا وقت تھا، بعد میں پھر وہ ''پیر جی'' ہی مشہور ہوئے۔ بہت سے لوگ ان کے نام سے واقف نہیں تھے۔ بس ''پیر جی'' ہی مشہور تھے۔) پیر جی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ روضہ رسول کی حاضری کا شرف نصیب ہو، جذبہ اور شوق پیدا ہوا، اور دل میں آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھوں، چنانچہ خط لکھا، پھر خط لے جانے والا تلاش کر کے خط اس کے سپرد کیا، اُس نے وہ خط رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا۔ پیر جی فرماتے ہیں کہ پھر پتہ ہی نہیں چلا اور میں وہاں پہنچ گیا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ کی براہ راست زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد حضرت نے حج بھی کیا۔ پھر واپس آ گئے۔ پھر دوبارہ شوق پیدا ہوا، پھر خط لکھا، لیکن لے جانے والا نہ مل سکا، اب فکر لاحق ہوئی کہ میرا خط کسی طریقے سے پہنچ جائے۔

ایک دن گذرا، دو دن گذرے، تیسرے دن رات کو سوئے ہوئے تھے تو خواب میں دیکھا کہ وہاں مسجد نبوی شریف میں حاضر ہیں، اصحاب صفہ کے چبوترے کے قریب ایک جگہ کھڑے ہیں اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے اندر جانے کا جو راستہ ہے جہاں تالا لگا ہوا ہے، وہاں ایک شرطہ کھڑا ہے، وہ پیر جی کو اشارہ کرتا ہے پیر جی قریب جاتے ہیں تو وہ تالا کھول کر پیر جی کو اندر لے جاتا ہے، پیر جی مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، اتنے میں قبر مبارک شق ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے ہیں اور کھڑے ہو کر پیر جی سے معانقہ فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس زیب تن فرمایا ہوا ہے۔

پیر جی فرماتے ہیں کہ: ''میرا قد چھوٹا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک مجھ سے دراز تھا۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دوں، میں نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دوں، میرا قد چھوٹا ہے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال شفقت فرماتے ہوئے نیچے ہوتے ہیں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا خط میرے تک پہنچ آیا ہے، وہ دیکھو وہ لٹکا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی وہی خط لٹکا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔''

یہ واقعہ سنانے کے بعد مولانا عبدالقادر ڈیروی صاحب مدظلہم نے فرمایا کہ:

''ان باتوں کے ہم قائل ہیں اور یہ میرا عقیدہ ہے۔''

پھر انہوں نے فرمایا کہ: ''اگرچہ میں نے تفسیر مولانا غلام اللہ خان صاحب کے پاس پڑھی ہے، ...... جب ہم نے وہاں تفسیر پڑھی تو حضرت سے طالب علموں نے گذارش کی کہ اس مسئلہ (حیات ممات) کی وضاحت فرمائیں، تو حضرت نے فرمایا کہ ابھی وہ جگہ نہیں آئی، جب وہ جگہ آئے گی تو وضاحت کریں گے۔ اس کے بعد جب وہ مقام آئے تو پھر طالب علموں نے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا کہ: ایسے کریں کہ اس موضوع پر مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کی تقریر ہے وہ سن لینا۔ خود حضرت نے اُس سال اِس مسئلے پر گفتگو بالکل نہیں فرمائی۔ بس اتنا فرمایا کہ: اس مسئلے پر عنایت اللہ شاہ صاحب کی تقریر ہے وہ سن لینا، یا یہ فرمایا کہ دیکھ لینا کہیں لکھی ہوئی ہوگی۔''

جس سال میں نے مولانا غلام اللہ خان صاحب کے پاس دورۂ تفسیر پڑھا، اسی سال ختم بخاری تھا، آخری حدیث بھی ہمیں شاہ صاحب نے پڑھائی تھی۔

مولانا عبدالقادر صاحب نے مزید فرمایا کہ: ''اگرچہ وہ میرے استاذ ہیں لیکن اس عقیدے کے لحاظ سے میں اُن کو گمراہ سمجھتا ہوں۔ اگرچہ میرے استاذ ہیں لیکن اس عقیدے کی بنا پر میں اُن کو گمراہ سمجھتا ہوں۔''

بقلم: خادم اہل سنت غفرلہ...... متعلم: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور

۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ...... 26/ مارچ 2012ء...... یوم الاثنین

مولانا محمد عابد، ناظم: صفہ ٹرسٹ لاہور

''یزید، اکابرِ دیو بند کی نظر میں!''......ایک قابلِ قدر کاوش

اَکابر علماءِ دیو بند کثر اللہ سواد ہم کا مسلک کوئی نیا مسلک نہیں ہے اور ''دارالعلوم دیو بند'' کی تحریک کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ تحریک ''قرونِ ثلثه مَشْهُوْدٌ لَهَا بِالْخَير '' کی مقدس وراثت کی امین ہے اور ''مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ '' کی کامل اتباع اور اسی عقیدہ ونظریہ کی تعلیم واشاعت اکابر دیو بند کا مابہ الامتیاز فخر ہے۔

یہ تمام حضرات عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ اور فروعات میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک پر مضبوطی سے عامل ہیں اور اسی کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اسی کے ساتھ ساتھ ہر ہر مسئلہ میں اعتدال اور میانہ روی کی ایسی راہ اختیار کرتے ہیں جو غلو وانتہا پسندی سے ہٹ کر ہے۔

ڈیڑھ صدی پہلے کے حالات پر نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہوگی کہ اَکابر علماءِ دیو بند نے عوام و خواص کے عقائد واَعمال بچانے کے لیے جو خدمات انجام دیں اُن کی بدولت آج حضور خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام لیوا حضرات اِفراط وتفریط کی راہ سے بچ کر صحیح اور صاف سچے عقائد واعمال اپنائے ہوئے ہیں۔

افسوس صد افسوس! اُن چند اَفراد پر جو اِنہی اَصحاب رسول اور اَکابر علماء سے محبت کا دم بھرتے ہیں لیکن خود ساختہ نظریات کی آڑ میں زیغ وضلال کے جال میں خود بھی پھنس چکے ہیں اور سادہ لوح عوام کو بھی پھنسا رہے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ بہت سے اَئمہ وخطباء بھی اِن اَفراد کے نظریات کو اپنانے لگے ہیں چنانچہ آج کل ضرورت اِس کی متقاضی ہے کہ اَکابر علماءِ دیو بند کے عقائد ونظریات کو صاف اور کھل کر بیان کیا جائے تا کہ عوام وخواص اور علماء وخطباء ہر ایک راہِ حق اور مسلکِ اعتدال کو اپنا کر نُو رِ ایمان بچالیں کیونکہ اگر یہ نور باقی رہا تو کل قیامت کے دن ''نُوْرُ هُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِم'' کا مصداق ہوگا ورنہ ناکامی وخسران ہوگا۔

اِن عقائد ونظریات میں سے ایک عقیدہ ''یزید'' کے بارہ میں ہے۔ یزید کی شخصیت کے بارہ میں ہمارے اَکابر علماء ہمیشہ سے ہی مسلکِ اعتدال پر ہیں، قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہم نے آج سے بائیس برس قبل ایک رسالہ ترتیب دیا تھا جس میں اَکابر علماءِ دیو بند کی تحریرات سے اُن کا مسلک دربارۂ یزید واضح کیا تھا۔ عرصہ ہوا یہ رسالہ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کے برادرِ خورد مظفر لطیف صاحب مرحوم نے

چھپوایا تھا۔ جس کا حصول اَب مشکل ہو چکا ہے۔ اس رسالہ میں 'فسقِ یزید' کے بارے میں درجِ ذیل بارہ (۱۲) اکابرِ اہل سنت کی تصریحات درج ہیں:

۱۔ حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

۲۔ قطب الارشاد فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

۳۔ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

۴۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ

۵۔ امام العصر خاتم المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

۶۔ شیخ العرب والعجم امام المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

۷۔ مفتیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ

۸۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

۹۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

۱۰۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ

۱۱۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

۱۲۔ محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ (م:۱۴۲۹ھ) کے خادم خاص و معتمد اور خلیفہ ومجاز محترم میاں رضوان نفیس صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ اپنے شایانِ شان جزا عطا فرمائے کہ آپ نے قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہم کے اس رسالہ کی جدید اشاعت کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ خواہش بھی ظاہر فرمائی کہ اگر مزید چند اَکابر کی تحریرات جمع کر دی جائیں تو حامیانِ یزید کے لیے حجت بن سکیں گی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اُنچاس (۴۹) علماءِ کرام ومشائخ عظام کی تحریرات کو آپ نے نہایت جانفشانی اور محنت سے جمع کیا جو قاری ضیاء الحق صاحب مدظلہم کے مضمون کے بعد مستقلاً اِس ترتیب سے درج کی گئی ہیں:

۱۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (م:۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء)

۲۔ مؤرخ اسلام حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندویؒ (م:۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء)

۳۔ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنویؒ (م:۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء)

۴۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ (م:۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء)

۵۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (م:۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء)

۶۔ امام پاکستان حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیرویؒ (م:۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء)

۷۔ خیر الامت حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ (م:۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

۸۔ محدث جلیل حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)
۹۔ عمدۃ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)
۱۰۔ صاحب سیف وقلم حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ (م:۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)
۱۱۔ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید محمد مہدی حسنؒ (م:۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)
۱۲۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ (م:۱۳۹۷ھ/۱۹۷۶ء)
۱۳۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ (م:۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء)
۱۴۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ (م:۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)
۱۵۔ شمس العلماء حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ (م:۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)
۱۶۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (م:۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء)
۱۷۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ (م:۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء)
۱۸۔ حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدیؒ (م:۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء)
۱۹۔ محدث کبیر حضرت مولانا سید حامد میاںؒ (م:۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)
۲۰۔ فاضل دیوبند حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، ٹوبہ ٹیک سنگھ (۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء)
۲۱۔ زینت المحدثین حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)
۲۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلویؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء)
۲۳۔ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (م:۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء)
۲۴۔ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ (م:۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء)
۲۵۔ مؤرخ وقت حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ (م:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)
۲۶۔ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء)
۲۷۔ خطیب دل پذیر حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ (ش:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)
۲۸۔ فخر اہل سنت حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ (م:۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء)
۲۹۔ محقق العصر حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ (م:۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)
۳۰۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (م:۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)
۳۱۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ (ش:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)
۳۲۔ امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)
۳۳۔ خطیب اسلام حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)
۳۴۔ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ (م:۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء)

۳۵۔ فقیہ وقت حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ (م:۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

۳۶۔ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ (م:۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء)

۳۷۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (م:۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء)

۳۸۔ تلمیذ حضرت مدنیؒ حضرت مولانا سید محمد امین شاہؒ (م:۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

۳۹۔ شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ (م:۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۴۰۔ مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ (م:۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)

۴۱۔ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ (م:۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء)

۴۲۔ شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ (ش:۱۴۳۰/۲۰۰۹ء)

۴۳۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ (م:۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء)

۴۴۔ فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ (م:۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)

۴۵۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحبؒ (م:۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء)

۴۶۔ مناظر اسلام حضرت علامہ عبد الستار تونسویؒ (م:۱۴۳۴ھ/۲۰۱۲ء)

۴۷۔ حکیم العصر حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۴۸۔ محقق اہل سنت حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۴۹۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم العالیہ

اِن اُنچاس (۴۹) علماءِ کرام اور مشائخ عظام کی تحریرات کو سنینِ وفات کی ترتیب پر رکھا گیا ہے جس سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ علماء اپنے اَکابر واَسلاف کی لڑی میں مسلسل جڑے ہوئے ہیں۔

بانیٔ دار العلوم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبد المجید صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم تک کے تمام اَکابر علماء کی روشن تحریرات سے واضح ہوگا کہ ان تشریحات کے مقابلہ میں یزید کے بارہ میں ایک بدعی عقیدہ کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے۔

جو حضرات موجودہ زمانہ میں تردیدِ رفض کی راہ میں یزیدیت کے کانٹوں میں اُلجھ کر بوئے حسینی سے دُور ہو رہے ہیں اُن کے لیے یہ روشن تحریرات گلدستۂ ایمان ثابت ہوں گی۔

کتاب کے جدید ایڈیشن [مئی ۲۰۱۴ء] میں درجِ ذیل تیئس علماء ومشائخ کی تقاریظ بھی شامل ہیں جن سے کتاب کے حسن وثقاہت کو مزید چار چاند لگ گئے ہیں:

۱۔ شیخ الحدیث مولانا عبد المجید لدھیانوی مدظلہم ۱۳۔ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم

۲۔ تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا عبد الحلیم چشتی مدظلہم
۳۔ مولانا محمد عبداللہ مدظلہم
۴۔ مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہم
۵۔ شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ مدظلہم
۶۔ حضرت سید جاوید حسین شاہ مدظلہم
۷۔ حضرت پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہم
۸۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہم
۹۔ مولانا نعیم الدین مدظلہم
۱۰۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہم
۱۱۔ مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہم
۱۲۔ مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم
۱۴۔ مولانا مفتی محمد زاہد مدظلہم
۱۵۔ مولانا مفتی نجم الحسین امروہی مدظلہم
۱۶۔ مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہم
۱۷۔ مولانا پیر محمد شاہ قریشی مدظلہم
۱۸۔ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہم
۱۹۔ مولانا مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی مدظلہم
۲۰۔ مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی مدظلہم
۲۱۔ مولانا مفتی سعید حسن دہلوی مدظلہم
۲۲۔ مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہم
۲۳۔ مولانا مفتی محمد حسن مدظلہم
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم (دعائیہ کلمات)

اللہ پاک ہم سب کو حفظ ایمان کی دولت سے نوازیں اور دنیا و آخرت میں اکابر علماءِ دیوبند کے دامن سے وابستہ رکھ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے تلے جمع فرمائیں۔ آمین بحرمۃ خاتم النبیین ﷺ

محمد عابد ۱۴۳۲/۱۰/۱۶ھ

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرس، استاذِ محترم قاری نسیم الدین صاحب مدظلہ کے والدِ گرامی رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ [امجد ولی بہاولنگری]

شیعہ اسٹیج پر جانے والے کو جوتے ماریں۔ (مولانا غلام غوث ہزارویؒ)

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اکثر قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے پاس چکوال تشریف لاتے تھے۔ اُس وقت اُن کی جماعت کے ''جنرل سیکرٹری'' فیصل آباد کے بہت بڑے خطیب تھے، حضرت قائد اہلؒ سنت کو ایک اشتہار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ خطیب موصوف ''یوم علی'' کے سلسلہ میں شیعہ اسٹیج پر تقریر کے لیے گئے ہیں۔ جب مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ آپؒ سے ملاقات کے سلسلہ میں چکوال تشریف لائے تو آپؒ نے اُن سے شکوہ فرمایا کہ: یہ دیکھیں! آپ کی جماعت کے جنرل سیکرٹری کیا گل کھلا رہے ہیں؟ مولانا ہزارویؒ خاموش رہے، چند دن بعد مولانا ہزارویؒ دوبارہ چکوال تشریف لائے، اُن کے ہمراہ وہ جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ مولانا ہزارویؒ سے ملاقات کے لیے حضرت اقدسؒ بیٹھک میں تشریف لائے، دعا وسلام کے بعد مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ: ''حضرت! اس کو میں آپ کے پاس لے آیا ہوں، اب آپ اسے جوتے ماریں!'' [حسین یادیں، ص:۱۲۶]

حمزہ احسانی

ملفوظاتِ حضرت نعمانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہم کی حسین مجالس کا تذکرہ

ارشاد فرمایا:......متقدمین نے تو قرآن کے متشابہات (حروف مقطعات وغیرہ) کے بارے میں خاموشی اختیار کی، لیکن متاخرین نے مجبوراً ان کے معانی بیان کیے، کیونکہ ملحدین اعتراضات کرتے تھے کہ: مسلمانوں کا قرآن ایسا ہے کہ خود ان کو معانی کا علم نہیں۔ان کا منہ بند کرنے کے لیے بعض متاخرین نے محکمات کے تابع رہ کر متشابہات کے معانی بیان کیے۔

ارشاد فرمایا:......اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایک قطرے سے کیا کیا کچھ بنا دیتا ہے۔بارش کا ایک قطرہ سمندر کی سیپی میں چلا جائے تو موتی بن جاتا ہے۔اور ایک قطرہ پشت مرد سے رحم مادر میں چلا جائے تو انسان بن جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا:......کاش کہ ہمارے سب دیوبندی بھائی ایک جھنڈے تلے جمع ہوتے۔ہر مولوی نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا رکھی ہے۔

ارشاد فرمایا:......حربی کافر کا کوئی حق نہیں۔وہ براہِ راست قانون الٰہی کا مقابلہ کر رہا ہے۔فساد فی الارض کا مرتکب ہو رہا ہے۔اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مر رہا ہو تو اسے پانی پلانے کے بجائے گلا گھونٹ کر مار ڈالو۔البتہ ذمی کافر کا حکم الگ ہے۔آخر جانوروں کو بھی تو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ذمی کافر کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

ارشاد فرمایا:......شیطان ہر بچے کی پیدائش کے وقت دخل اندازی کرتا اور اپنا اثر ڈالتا ہے۔لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء کو محفوظ رکھا۔

ارشاد فرمایا:......عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہا جاتا ہے، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے، بمعنی: مبارک۔ اور دجال کو مسیح کہا جاتا ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے، اور فعیل بمعنی مفعول ہے، یعنی مسیح بمعنی ممسوح ہے، اور مراد ممسوح العین ہے، یعنی ''کانا''۔

ارشاد فرمایا:...... یہودیوں کا اپنا کچھ نہیں تھا، امریکہ و برطانیہ اور دیگر کفار نے ان کی حمایت و مدد کی تو آج اسرائیل دندنا رہا ہے۔آج بھی اگر امریکہ و برطانیہ، اسرائیل کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں تو ان شاء اللہ

اسے برباد کرنا دِنوں کی بات ہے۔

ارشاد فرمایا:......مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں، حالانکہ عیسیٰؑ کی والدہ کا نام قرآن وحدیث میں ''مریم'' منقول ہے، نہ کہ ''گھسیٹی''۔

ارشاد فرمایا:......نوجوانوں کی تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے، انہوں نے اپنے اکابر کو نہ دیکھا نہ پڑھا، اور خود ان کے پاس نہ علم کامل ہے نہ عقل۔ چند نوجوانوں کو میں نے دیکھا کہ شیعوں کے باغ سے آم چوری کر لیتے تھے۔ اور اسے بڑا کارِ ثواب سمجھتے تھے۔ مجھے علم ہوا تو اُن کو سمجھایا۔

ارشاد فرمایا:......آج کل لوگ 'امر بالمعروف' پر تو عمل کرتے ہیں، لیکن 'نھی عن المنکر' چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

ارشاد فرمایا:......ایک پروفیسر صاحب مجھے کہنے لگے کہ: قرآن کہتا ہے: ''لاتاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة'' ۔ دوگنا سود نہ کھاؤ! دوگنے سے کم کھانے سے تو منع نہیں کیا۔ اُس کی اجازت ہے۔ پہلے تو میں نے اُن کو خاموش کرانے کے لیے کہا کہ: قرآن صرف دوگنا نہیں ''بارہ گنا'' کا کہتا ہے کہ بارہ گنا نہ کھاؤ! اس کا مطلب یہ ہوا کہ گیارہ گنا کھانے کی اجازت ہے؟؟ کہنے لگے: وہ کیسے؟ میں نے کہا: أضعافا ضعف کی جمع ہے، ضعف کا معنی ہے دوگنا۔ اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ لہٰذا دوضرب تین، چھ۔ اور آگے دوبارہ اضعافا آیا ہے۔ چھ اور چھ بارہ۔ تو لاجواب ہوگئے۔ پھر میں نے اُن کو سمجھایا کہ یہ تقبیح مزید کے لیے ہے۔ ورنہ سود مطلقا حرام ہے، قبیح ہے۔ یہاں یہ بیان کیا ہے کہ: دوگنا چوگنا زیادہ قبیح ہے۔

......ایک روز مسلمانوں کی حالت زار پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ شعر سنایا ؎

لائی ہر ڈاک تیرے لیے لندن سے کتاب
ہاتھ بھولے ہی سے قرآں کو لگایا ہوتا
اور گر ہم نے قرآں نہ بھلایا ہوتا
تو یہ زمانہ، نہ زمانے نے دکھایا ہوتا

......لڑکیوں کے کالج جانے کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر بھی سنایا ؎

عابدہ چمکی نہ تھی، کالج سے بیگانہ تھی
اب ہے شمعِ انجمن، پہلے چراغِ خانہ تھی

ارشاد فرمایا:......کبھی ضرورت پڑے تو یہ آیت پڑھ کر دم کر دیا کرو: ''یریدالله أن یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا.''

ارشاد فرمایا:......ایک روز بس میں سفر کر رہا تھا، ساتھ میں ایک خان صاحب بیٹھے تھے، بے

چاروں کو نیند آئی تو میری گود میں آپڑے، میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا اور بیٹھا رہا۔ ان کو خود جاگ آئی تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد پھر نیند کا غلبہ ہوا تو پھر گود میں گر گئے۔

ارشاد فرمایا:......ایک مرتبہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت ایک عالم دین مدرسہ میں تشریف لائے، جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوئے میں نے ایک طالب علم کو کہا کہ: جلدی سے پانی بھر کر غسل خانے میں رکھو اور ان کو لے جاؤ! یہ غسل کریں گے۔ یہ سن کر وہ مجھے کہنے لگے: ''آپ کو کشف ہوتا ہے کیا؟ میں صرف غسل کے لیے مدرسے آیا تھا، شدید گرمی نے بے حال کر دیا ہے۔'' میں نے کہا: کشف نہیں ہوا، آپ کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو گیا ہے۔

ارشاد فرمایا:......ہمارے علاقے کے ایک بڑے زمیندار حاجی عبدالرحمٰن جچہ مرحوم نے مدرسہ کے لیے زمین وقف کی، اُن کی ساری قوم بدعتی ہے، لیکن وہ خود ٹھیک تھے۔ باقی وڈیروں اور چوہدریوں نے اُن کو منع کیا کہ اس وہابی کو زمین نہ دو۔ لیکن حاجی صاحب نے اُن کی ایک نہ سنی۔ بعد میں مجھے کہا کہ: ''میرا جنازہ بھی آپ نے پڑھانا ہے، اور جنازہ کے بعد دعا بالکل نہیں کرنی۔ میں اپنی قوم والوں کو بھی سمجھا کے جاؤں گا۔'' ماشاءاللہ۔ ایسے باہمت لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد فرمایا:......ہمارے جاننے والے ایک دیوبندی ساتھی کا کسی بریلوی سے زمین کا جھگڑا ہو گیا، اس دیوبندی نے بریلوی سے کہا کہ: چلو! مولوی منظور سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ بریلوی کہنے لگا: ''ہے تو وہ وہابی، لیکن فیصلے ٹھیک کرتا ہے۔ چلو اُسی کے پاس چلتے ہیں''۔ دونوں میرے پاس آئے۔ میں نے اُن کا مقدمہ سنا، گواہیاں لیں، حال احوال جانچے، بریلوی کا حق بنتا تھا۔ میں نے فیصلہ اُس کے حق میں کر دیا۔ اور اپنے ساتھی کو نرمی سے سمجھا یا دیا۔ اُس نے بھی بسر و چشم فیصلہ قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ آمین۔ بے چارہ فوت ہو گیا ہے۔ وہ بریلوی میرے پاؤں میں پڑ گیا اور مجھے کہنے لگا: میری دعوت قبول فرمائیں، میں نے کہا: رشوت! میں تم سے پانی کا گلاس بھی نہیں پیوں گا۔ اور چلا آیا۔

......ایک دن منکرین حیات کا تذکرہ چھڑا تو ارشاد فرمایا: میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ بلکہ جاہلوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا بھی ادب نہیں کرتے۔ اُن کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ان کو ادب نصیب کرے۔ آمین

ارشاد فرمایا:...... جب ''قومی اتحاد'' معرض وجود میں آیا تو اُس وقت میں نوجوان تھا، اُس اتحاد میں شریک رہا، کردار ادا کیا۔ اس وقت P.P.P کا انتخابی نشان ''تلوار'' تھا۔ جب ہم اُن کا جلوس دیکھتے تو لاؤڈ اسپیکر پر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

کافر ہے تو ''شمشیر'' پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

ارشاد فرمایا:...... بری ترغیب دینے والا بھی برابر کا مجرم ہے۔ آج لوگ دوسروں کو کہتے ہیں: حاجی صاحب! اتنا بڑا آپ کا نام ہے اور آپ کے گھر میں ٹی وی بھی نہیں ہے۔ آخر بچے ٹی وی کے بغیر کیسے گزرا کرتے ہیں؟ کم از کم ٹی وی تو گھر میں ہونا چاہیے۔ گھر کی زینت ہے، رونق ہے۔ وغیرہ وغیرہ......دوسروں کو ترغیب دے کر اُن کا گناہ بھی اپنے سر لے لیتے ہیں۔ ان کی ترغیب پر کوئی ٹی وی لے آیا تو اس کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔......حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی مسجد میں مَیں نے یہی بات کہی تو مجمع میں موجود ایک ''حاجی صاحب'' حضرت درخواستیؒ کے داماد مولانا عبدالسمیع صاحب سے اُلجھ پڑے اور کہنے لگے کہ: ''استاذ نعمانی صاحب کو تم نے میری شکایت لگائی ہے۔ کیونکہ ٹی وی تو میں لایا ہوں۔'' حالانکہ میں نے تو صرف مثال دی تھی۔ اُن کے ٹی وی لانے کا مجھے علم ہی نہیں تھا۔

......دورانِ سبق ایک مقام [پ ۵، النساء، آیت ۹۷] کے بارے میں فرمایا:......مولانا تقی عثمانی صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن میں لکھا کہ......جنہوں نے ہجرت نہیں کی وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ حالانکہ اُن کے والد حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ، اُن کے والد کے استاذ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمہ اللہ سب نے اس کے برخلاف لکھا ہے۔ اور وہی درست ہے۔ امید ہے توجہ دلانے پر مفتی صاحب تصحیح فرمالیں گے۔ ان شاء اللہ

......ایک روز مجلس میں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کا تذکرہ ہوا تو فرمایا:......ایک منظور (مولانا منظور مینگل) تو اُن سے بے وفائی کر گیا۔ پھر فرمایا: مولانا سلیم اللہ خان بھی طلباء کو میرے پاس دورۂ تفسیر کے لیے بھیجتے ہیں۔ کئی طلباء نے آکر بتایا کہ ہم اُن کی ترغیب پر آئے ہیں۔ بندہ ناچیز حمزہ نے عرض کیا کہ: آپ کے تفسیری فوائد پر مشتمل قرآن ''تنویر الجنان'' بندہ نے مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کی خدمت میں پیش کیا ہے...... استاذِ محترم نے فرمایا: وہ تو اب اُن کے بیٹوں کے ہی کام آئے گا۔ بندہ نے عرض کیا: انہوں نے خود بھی اُس کا مطالعہ فرمایا ہے اور تفصیل سے فرمایا ہے، پھر خط کے ذریعے اپنی رائے سے بھی مطلع فرمایا ہے۔ اُن کو بہت پسند آیا ہے۔ تو استاذِ محترم نے فرمایا: اچھا!؟ اِس عمر میں اور اِس علالت میں بھی مطالعہ کیا!؟ نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ اپنی رائے بھی دی؟؟ بڑی ہمت کی بات ہے۔ ماشاء اللہ!!

ارشاد فرمایا:......دو آدمیوں کی آپس میں ناراضگی اور چپقلش تھی، دونوں میرے جاننے والے تھے، ایک دن اُن میں سے ایک میرے پاس آیا اور دوسرے کے بارے میں کہنے لگا: استاذ جی! فلاں ایسا ہے، ویسا ہے۔ یہ کرتا ہے، وہ کرتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کی برائیاں کرنے لگا۔ میں نے اسے ٹوک کر کہا: وہ تو تمہاری تعریف کر رہا تھا۔ تو حیران ہو کر پوچھنے لگا: استاذ جی! واقعی؟ میں نے کہا: ہاں، بالکل! تو فوراً کہنے لگا: استاذ جی! پھر تو آپ میری اُس سے صلح کرادیں۔ پھر میں نے صلح کرادی۔ ☆☆☆☆

احسن خدامی

مشاہدات بجواب شواہدات

(......قسط ۷......)

کیا قادیانیوں کو ذمیوں کے حقوق حاصل ہیں؟

قادیانی اسلام کے دشمن، ختم نبوت کے باغی، تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار، کافر اور زندیق ہیں۔ منکرین ختم نبوت کے بارے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے تمام علماء، مجتہدین اور فقہاء کا یہی فیصلہ ہے کہ انہیں اس زمین پر زندہ رہنے کا قطعاً کوئی حق حاصل نہیں۔ یا تو وہ توبہ کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کے نیچے آجائیں اور یا پھر ان کے ناپاک اور نجس وجود سے صفحۂ ہستی کو پاک کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ کسی ایک مجتہد کی ذاتی رائے یا کسی ایک مولوی کا جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ ہے۔

وطن عزیز پاکستان کے ابتدائی ایام میں قادیانیوں کو انگریز کی مہربانی سے جو حیثیت حاصل رہی ہے، بزرگان وطن ابھی اسے بھولے نہ ہوں گے۔ وہ وقت ایسا تھا جب قادیانیوں کے بارے میں کوئی لفظ کہنا گویا حکومت وقت کے ساتھ اعلان جنگ ٹھہرایا جاتا تھا، اسلام اور قادیانیت کے مقابلے میں حکومت وقت پوری طرح قادیانیوں کی پشت پر ہوا کرتی تھی، اور اسے گویا اپنے فرض منصبی کا تقاضا سمجھتی تھی۔ دس ہزار شہدائے تحریک ختم نبوت کا لہو اسی وطن عزیز پاکستان کی سڑکوں پر بہا تھا، اور صرف قادیانیوں کو کافر کہنے کے جرم میں بہا تھا۔ مگر سلام ہے ان سر بکف، جرأت و عزیمت کے پیکر سرفروشوں پر جنہوں نے حکومت وقت کے تیور نظر انداز کر کے بارہا اس کڑے فرض کو سر عام ادا کیا، تخت و تاج سے ٹکر مول لی، دار و رسن کی زینت بنے، ہر قسم کے ظلم و استبداد کو جھیلا مگر قادیانیوں کے کفر کو طشت از بام کرنے سے باز نہ آئے، حق کہنے کی رِیت میں خلل نہ آنے دیا، فقیروں کی کج کلاہی کو سر بلند رکھا اور اہل حق کی تاریخ کو شرمندہ نہ ہونے دیا۔ ان خدا مست درویشوں کی جہد مسلسل کے نتیجے میں وہ دن بھی آیا کہ وہی پاکستان جہاں قادیانیت منہ زور گھوڑے کی طرح دندناتی پھر رہی تھی، اسے کٹہرے میں کھڑا کر کے اس سے اس کے اسلام کے دعوے کا ثبوت طلب کیا گیا اور ناکامی کے بعد ذلت و رسوائی کی مہر اس کے منہ پر ثبت کر کے ہمیشہ کے لئے اسے مسلمانوں سے الگ ایک ٹولہ قرار دے دیا گیا۔

گو کہ قادیانیوں اور دیگر منکرین ختم نبوت کے بارے میں اسلام کا فیصلہ یہی ہے کہ وہ اس ارتداد

اور زندقہ کے ساتھ اللہ کی زمین پر زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہیں کرتے، تو ان کے سر تن سے جدا کر دیئے جائیں! ......تاہم جس وقت قادیانیوں کے خلاف تحریک چلائی گئی اور انہیں اسمبلی سے غیر مسلم قرار دلوایا گیا، اس وقت یک بیک ان پر ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ کا فیصلہ منظور کروانا چونکہ فوری طور پر مشکل تھا، اس لئے اس وقت صرف انہیں غیر مسلم قرار دلوانے پر اکتفاء کیا گیا اور باقی کام اگلی نسلوں پر چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ آگے بڑھیں اور اسے انجام تک پہنچائیں۔

عم محترم جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب مختلف اوقات میں، مختلف مقامات پر، بار بار، بڑے نرم، معصوم اور بے ضرر سے لہجے میں، بتکرار، یہ بات مسلمانان پاکستان کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ...... ''یوں تو قادیانیوں کے بارے میں ''فقہی'' احکامات موجود ہیں، لیکن علامہ اقبال کی تجویز پر علمائے کرام نے ''اجتہاد'' کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کے طور پر قبول کر لیا ہے، اور ان کے لیے ''غیر مسلم اقلیت'' کے حقوق تسلیم کر لیے ہیں۔''

سب سے پہلے ان کی تحریر ملاحظہ فرمائیں! لکھتے ہیں:

> ''مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور برطانوی استعمار کے زیر سایہ ایک نئی امت پروان چڑھائی گئی تو ان کے ساتھ معاملات اور معاشرتی تعلقات کے تعین کا مسئلہ درپیش ہوا۔ ایسی صورت میں فقہی احکام وقوانین کا ایک مستقل دائرہ موجود ہے جو ماضی کی اسلامی حکومتوں میں رُوبعمل بھی رہا ہے، لیکن معروضی حالات مین ان احکام وقوانین پر عمل دشوار تھا، اس لیے مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال کی اس تجویز کو علمائے کرام نے اجتماعی طور پر قبول کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں پر فقہی احکام کا اطلاق کرنے کی بجائے انہیں مسلمانون سے الگ ایک غیر مسلم گروہ کے طور پر قبول کر کے ان کا اس حیثیت سے معاشرتی درجہ طے کیا جائے۔ میری طالب علمانہ رائے میں یہ بھی علمائے کرام کا ایک اجتہادی عمل تھا جس پر وہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی قائم رہے اور قادیانیوں پر فقہی احکام کے اطلاق کا مطالبہ کرنے کی بجائے انہوں نے انہیں دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے پر قناعت کر لی۔'' [الشریعہ، اکتوبر ۲۰۱۳ص:۸]

یہ بات صرف ایک مرتبہ اتفاقی طور پر ان کے قلم سے نہیں نکلی بلکہ متعدد مرتبہ مختلف مضامین میں مختلف پیرایوں میں وہ اسے بیان کر چکے ہیں۔

ہمارے ممدوح جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اس بظاہر بھولی بھالی اور درحقیقت انتہائی خطرناک تحریر سے جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے، اسے واضح کرنے کے لیے ہم اس کے مندرجات کو الگ الگ نمبروار بیان کرنے کے بعد اسی ترتیب سے اس پر تبصرہ کریں گے، ان کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔قادیانیوں سے متعلق ''فقہی احکامات'' کا ایک دائرہ موجود ہے، جو ماضی کی حکومتوں میں رو بعمل بھی رہا ہے۔

۲۔معروضی حالات میں ان احکامات پر عمل دشوار ہے۔

۳۔علامہ اقبال نے تجویز دی تھی کہ قادیانیوں پر فقہی احکامات کا اطلاق کرنے (انہیں زندیق قرار دینے) کی بجائے انہیں مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم (ذمی) گروہ کے طور پر قبول کیا جائے۔

۴۔اور اسی حیثیت سے ان کا معاشرتی درجہ طے کیا جائے۔

۵۔علامہ اقبال کی اس رائے کو پاکستان بننے سے پہلے ہی علمائے کرام نے ''اجتماعی طور پر'' قبول کر لیا تھا۔

۶۔پاکستان بننے کے بعد بھی علمائے کرام اس رائے پر قائم رہے۔

۷۔اور اسی بنیاد پر علمائے کرام نے انہیں دستوری طور پر غیر مسلم قرار دینے پر قناعت کی۔

اب آیئے ہم اس عبارت کی مندرجہ بالا شقوں پر نمبر وار بحث کرتے ہیں:

۱۔قادیانیوں سے متعلق جو ''فقہی احکامات'' کا ذخیرہ ہے وہ یہی ہے کہ وہ مرتد، زندیق اور واجب القتل ہیں۔ یہ ''فقہی احکامات'' اجتہادی نہیں، بلکہ صریح نصوص سے ثابت قطعی اور اجماعی ہیں جن پر قرن اول سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا اجماع چلا آرہا ہے، اور یہ احکامات صرف ماضی قریب نہیں بلکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر ہر اسلامی حکومت میں روبعمل رہے ہیں۔

۲۔معروضی حالات میں ان پر عمل صرف اس لیے دشوار ہے کہ امریکہ بہادر کے ناراض ہونے اور اس کی طرف سے دال روٹی بند ہونے کا اندیشہ ہے، ورنہ یہی ''فقہی احکامات'' اگر افغانستان میں نافذ ہو سکتے ہیں، سعودی عرب میں ان پر عمل کیا جا سکتا ہے، سوڈان میں ان کے مطابق قانون سازی ہو سکتی ہے تو وطن عزیز پاکستان ہی کیوں ان کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہے؟ اگر ''معروضی حالات میں عمل کا مشکل'' ہونا ہی ان احکامات کی تنسیخ کا سبب ہے تو پھر ''نفاذِ شریعت'' کا مطالبہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا نفاذِ شریعت معروضی حالات میں آسان ہے؟ کیا معروضی حالات میں سودی نظام سے دست بردار ہو جانا ممکن نظر آتا ہے؟ اگر معروضی حالات کی انہی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے ''اجتہاد'' کر کے سود کو جائز، نماز کو مستحب، زنا کو مکروہ، جھوٹ کو ثواب قرار دے دیا جائے تو بات کہاں تک جا پہنچے گی؟

۳۔علامہ اقبال کے قادیانیوں کو ''ذمی'' قرار دینے کی تجویز دینے اور تمام علمائے کرام کے اس کو ''اجتماعی'' طور پر قبول کر لینے کی حقیقت بوستانِ خیال سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ ساری فرضی کہانی صرف نا اہلوں

کے سر پر اجتہاد کا تاج پہنانے کے جواز کے لیے وضع کی جا رہی ہے جس کے مقاصد نا قابل فہم نہیں ہیں۔

۴۔اگر صرف قادیانیوں کو سزائے موت دینے یا نہ دینے کی بات ہوتی تو ایک حد تک قابل فہم تھی، جبکہ مولانائے محترم اس سے آگے بڑھ کر قادیانیوں کے لیے ذمیوں کے معاشرتی حقوق بھی تسلیم کر رہے ہیں اور اس کا ذمہ بیک وقت پاک و ہند کے تمام علمائے کرام کی گردن پر رکھ رہے ہیں۔

قادیانیوں اور عام ذمی کافروں میں معاشرتی احکامات کے حوالے سے جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا جنازہ پڑھنے، ان کی تیمارداری کرنے، ان سے خرید و فروخت کرنے اور ان میں شادی بیاہ کرنے کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے، جبکہ دیگر غیر مسلموں کی بیمار پرسی کرنے، لین دین کرنے، اور ہدیہ وغیرہ قبول کرنے کی اجازت ہے۔

اب مولانا محترم کی پیش کردہ عبارت میں ''معاشرتی تعلقات کے تعین کا مسئلہ درپیش ہوا''...... اور......''معاشرتی درجہ طے کیا جائے''...... کے الفاظ کو ایک مرتبہ پھر ملاحظہ فرمایا جائے اور غور کیا جائے کہ کیا ان کا مطلب یہی نہیں کہ معاشرتی طور پر قادیانیوں کے لیے اسلام کے جو (مکمل معاشرتی بائیکاٹ کے) احکامات ہیں، وہ سب علامہ اقبال کی تجویز اور علمائے کرام کے اجتماعی اجتہاد کے بعد منسوخ ہو گئے ہیں، ان پر عمل اب ضروری نہیں رہا اور اب قادیانیوں کے ساتھ عام ذمی کفار کی طرح معاشرتی معاملات کیے جا سکتے ہیں!!؟

مولانا محترم کے صاحبزادے جناب عمار خان ناصر صاحب کھل کر قادیانیوں کے معاشرتی بائیکاٹ کی مخالفت کرتے ہیں، علی الاعلان کرتے ہیں [الشریعہ اشاعت خاص، ص:۱۸۶] مولانا اس پر بالکل خاموش رہتے ہیں، اور خود بھی اس قسم کی غیر واضح تحریروں میں دبے لفظوں وہی بات کہتے ہیں تو اس کا یہی مطلب نہ سمجھا جائے کہ قادیانیوں سے معاشرتی بائیکاٹ کے بارے میں دونوں باپ بیٹا ایک ہی نقطۂ نظر رکھتے ہیں؟

۵/۶۔مولانا محترم کا فرمان ہے کہ علامہ اقبالؒ کی اس مذکورہ بالا تجویز کو علمائے کرام نے ''اجتماعی طور پر'' قبول کر لیا تھا۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ کب اور کس جگہ علمائے کرام نے اس تجویز کو ''اجتماعی طور پر'' قبول کیا تھا؟

''اجتماعی فیصلہ'' تو دور کی بات...... کیا وہ حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ سے لے کر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ تک، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے لے کر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تک، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے لے کر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ تک، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے لے کر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ تک...... کسی ایک ذمہ دار عالم کی عبارت پیش کر سکتے ہیں جس میں اس ''اجتماعی فیصلے'' کے مطابق قادیانیوں سے معاشرتی تعلقات، لین دین، خرید و فروخت ہی کی کھلی چھٹی دی گئی ہو؟

اگر نہیں اور کبھی نہیں! تو لیجیے! فی الوقت تو ہم ہی دو اکابر علمائے کرام کی تحریرات ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو ان کے اس بہت بڑے مگر خلاف حقیقت دعوے کی تردید کر رہی ہیں:

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''منکرین ختم نبوت کے لیے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے، لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں، بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان، حکومت سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔'' [آپ کے مسائل، ۹۱/۲]

فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ:

''قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے باوجود ذمی نہیں، اس لیے کہ یہ زندیق ہیں، اور زندیق کسی صورت بھی ذمی نہیں قرار پاتا، بہر صورت واجب القتل ہے۔'' احسن الفتاویٰ، ۳۵۹/۶]

یہ دونوں حوالہ جات قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد کے ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ علمائے حق نے اگر فی الوقت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر اکتفاء کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے کوئی ''اجتہاد'' کر کے ہمیشہ کے لیے اس ناسور کو اپنے وجود پر برداشت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ دو حوالہ جات تو وہ ہیں جن میں قادیانیوں کے واجب القتل ہونے کا ذکر ہے۔ جہاں تک ان کے معاشرتی بائیکاٹ کی بات ہے، تو اس پر تو اس پوری صدی کے علمائے کرام کی اس قدر اور اتنی واضح تحریرات ہیں کہ ان کی بناء پر اگر قادیانیوں سے معاشرتی بائیکاٹ پر اجماع منعقد ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو کسی طرح غلط نہ ہوگا، اور بعید نہیں کہ ایسی کسی تحریر پر خود ان کے دستخط بھی ثبت ہوں، مگر اس کے باوجود معاشرتی تعلقات کے باب میں قادیانیوں کو ذمیوں کے درجے میں رکھنا اور پھر اس پر حقیقت کے بالکل الٹ علماء کے گویا اجماع کا دعویٰ کرنا کم سے کم اس ناچیز کی سمجھ سے تو باہر ہے۔

ایک اہم اور قابل غور نکتہ:

قادیانیوں کو دستور پاکستان میں جو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے اس کا فائدہ قادیانیوں کو تب ہے جب وہ دستور کے فیصلے کے مطابق اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں۔ جب وہ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم ہی نہیں کرتے تو اب آئینی، شرعی یا اخلاقی طور پر کسی طرح قادیانیوں کو ذمیوں کے حقوق حاصل نہیں ہیں بلکہ انہیں ذمیوں کا درجہ فراہم کرنا قادیانیوں کی بے جا حمایت ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مولانا مفتی رب نواز حفظہ اللہ

زبیر علی زئی کا تعاقب

......قسط نمبر ۲۲......

زبیر علی زئی:

۳: تقلید کی مخالفت[۱۵۵] سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں سے ثابت[۱۵۶] ہے اور صحابہ[۱۵۷] کرام میں ان کا کوئی مخالف معلوم نہیں۔[۱۵۸] نیز دوسرے بہت سے علماء[۱۵۹] سے مروجہ تقلید کی مخالفت ثابت ہے لہٰذا صحابہ[۱۶۰] وسلف صالحین[۱۶۱] کے مقابلے میں مولانا بٹالوی رحمہ اللہ یا کسی اور عالم کی بات کون اہلحدیث[۱۶۲] سنتا ہے؟

۴: بٹالوی صاحب کی مذکورہ عبارت شاذ[۱۶۳] و غیر مفتی بہا[۱۶۴] ہے۔ اور شاذ و غیر مفتی بہ[۱۶۵] قول پر عمل کرنا، یا اسے بطورِ حجت پیش کرنا غلط ہے۔[۱۶۶]

الجواب:

۱۵۵

تقلید کی دو قسمیں ہیں: [۱] محمود: جو اہل السنّت والجماعت کیا کرتے ہیں۔ [۲] مذموم: جو انگریز سے اپنا نام اہلحدیث الاٹ کرنے والا طبقہ کیا کرتا ہے۔ دیکھئے، ہماری اسی کتاب کا حاشیہ نمبر ۴۵۔ خود فریق ثانی کو تقلید کی بعض قسمیں محمود اور بعض مذموم کا اقرار بھی ہے۔[معیار الحق ص: ۸۰ ۔ تاریخ اہلحدیث، ص: ۱۴۷] ہم حاشیہ نمبر ۱۳۲ میں علی زئی صاحب کے ''شیخ الاسلام'' محمد گوندلوی کی کتاب الاصلاح [ص: ۱۵۸] سے تقلید کی بعض اقسام محمود اور بعض مذموم نقل کر آئے ہیں۔ علی زئی صاحب کے ہم نوا لوگوں کو چاہیے کہ سیدنا معاذؓ اور سیدنا ابن مسعودؓ یا کسی بھی صحابی سے تقلید محمود کی تردید ثابت کریں اور اگر اس ثابت کرنے میں تقلید سے کام نہ لیں تو اور بھی بہتر ہوگا۔

۱۵۶

''ثابت ہے'' کہنا تو دعویٰ ہے۔ اس کا ثبوت وحوالہ کہاں ہے؟ اگر علی زئی صاحب اس پر کسی کتاب کا حوالہ دیتے تو طلبائے حدیث و تاریخ اس پر غور کرتے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ علی زئی صاحب تو سیدنا معاذ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو تقلید کا مخالف بتا رہے ہیں، جبکہ آل غیر مقلدیت کی تحریروں میں ان دو صحابہ کو تقلید کا قائل بتایا گیا ہے۔

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"ولا یجوز تقلید المجتهد المیت، وحکی بعضهم الإجماع علیه، و قیل: یجوز، ورجحه الشیخ ابن القیم؛ لأن القول لایموت. و تقلید السلف لأقوال الصحابة و التابعین تدل علی جوازه. و قال ابن مسعودؓ: من کان متبعا فلیستن بمن مات۔ [هدیة المهدی، ۱/۱۱۱]

فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں اور بعض نے تو اس پر اجماع کی حکایت کی ہے اور کہا گیا ہے۔کہ جائز ہے اور اسے شیخ ابن قیمؒ نے راجح قرار دیا ہے۔اس لیے کہ مجتہد (اگرچہ فوت ہوجاتا ہے مگر اس) کا قول فوت نہیں ہوتا۔اسلاف کا صحابہ وتابعین کی تقلید کرنا اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔اور ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو شخص تابعداری کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ فوت شدہ کی پیروی کرے۔"

اس عبارت میں فوت شدہ مجتہد کی تقلید کے جائز ہونے پر سیدنا ابن مسعودؓ کا فرمان پیش کیا گیا ہے۔

محمد اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض اہلحدیث نے بھی مروجہ فقہ کی روش پر بعض کتب تصنیف فرمائیں جیسے نواب وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان۔" [مقدمہ حسن البیان، ص:۱۸، بحوالہ حدیث اور اہل تقلید ۱/۱۲۴]

وحید الزمان صاحب کی غیر مقلدیت کے لیے ہماری اسی کتاب کا حاشیہ ۹۹/ ملاحظہ فرمائیں۔

نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

" و جب علی العامی تقلیده و الأخذ بفتواه، وقد استفاض الخبر عن النبی ﷺ: انه لما بعث معاذا إلی الیمن، قال: معاذ!

عامی پر مجتہد کی تقلید اور اس کے فتوی کو لینا واجب ہے اور آنحضرت ﷺ سے مستفیض اور مشہور حدیث آتی ہے کہ آپ ﷺ نے جب معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا کہ اے معاذ۔"

[لقطة العجلان، ص:۱۳۷]

نواب صاحب نے تقلید کے وجوب پر حدیث معاذ ذکر کی ہے، جس کے آخر میں یوں ہے کہ: اگر مسئلہ قرآن وحدیث سے نہ ملے تو میں اپنی رائے سے فتوی دوں گا۔انتھی

سیدنا معاذؓ سے لوگ جو مسائل پوچھتے تھے وہ نواب صاحب کے نزدیک تقلید ہے، جبھی تو انہوں نے تقلید کے وجوب پر حدیث معاذ ذکر کی ہے۔

۱۵۷ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے باحوالہ سیدنا معاذ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تقلید محمود کا رد ثابت کرتے، پھر دوسرے صحابہ کے متعلق کچھ کہتے۔

علی زئی صاحب تو صحابہ کرام کو تقلید کا مخالف کہتے ہیں، جبکہ ان کے دیگر آل غیر مقلدیت صحابہ کرام کو تقلید کا قائل مانتے ہیں۔چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں: علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع کو بُرا سمجھے۔'' [تیسیر الباری ۲/۴۶۴]

آ گے لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ نے ان (سیدنا عمرؓ) کی تقلید کی تھی۔'' [تیسیر الباری ۲/۴۷۰]

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''معاویہؓ نے بہ تقلید عثمان (حج تمتع) سے منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی۔''

[لغات الحدیث ۳/۶۵: ع]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"لأن الصحابة كانوا لاينكرون على من قلد بعضهم فى مسائل، و قلد الآخرين فى الأخرى.

صحابہ کرام اس شخص پر انکار نہیں کرتے تھے جو کچھ مسائل میں بعض کی تقلید کرتا اور دیگر مسائل میں دوسروں کی تقلید کرتا۔'' [ہدیۃ المہدی ۱/۱۱۲]

محمد حسین بٹالوی صاحب نے ایک مجمع میں تقلید کو حدیث ثابت کر دکھایا۔اس کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا آنحضرت ﷺ کے وقت سے اس وقت تک چلا آیا ہے۔اس کی مثال میں وہ مختصر بیان کیا جو حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا اور اس نے کسی صحابی سے پوچھا کہ مجھے تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نے کہا: جائز نہیں تو اس نے غسل کیا اور وہ ہلاک ہوا، جس پر آنحضرت ﷺ نے غلط فتوی دینے والے مفتی کو بددعا دی اور اس پر خفگی ظاہر کی، مگر فتوی پوچھنے والے کے حق میں نہ فرمایا کہ اس نے کیوں قول بلا دلیل کی تقلید کر لی۔اس استدلال کی حاضرین نے تحسین کی۔''[اشاعۃ السنہ ۲۳/۱۲۹]

بٹالوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ہم احادیث صحیحہ سے ثابت کر دکھائیں گے کہ عوام کا تقلید خواص کرنا یعنی خواص کا عوام کو جواب مسائل بلا ذکر دلیل دینا اور عوام کا پیروی خواص بغیر سننے دلیل کے کرنا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پایا گیا ہے۔آنحضرتؐ نے اس عمل کو سنا اور اس سے منع نہ کیا، جس سے آفتاب کی مانند ثابت ہوگا کہ مطلق تقلید کے جواز سے انکار کرنا اور تقلید کا لفظ ہی سُن کر چونک پڑنا عالم کا کام نہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ عالم نہیں جاہل ہے۔اگر وہ کچھ کتابیں پڑھا ہے یا مولوی وفاضل کا لقب وخطاب حاصل کر چکا ہے۔تو بھی وہ كمثل الحمار يحمل اسفارًا کا مصداق ہے یعنی چار پائے بروکتابے چند۔''[اشاعۃ السنہ ۲۲/۳۳۴]

علی زئی صاحب تو دعویٰ کر رہے ہیں کہ کسی صحابی سے تقلید کا ثبوت نہیں جبکہ ان کے ہم مذہب محمد حسین بٹالوی صاحب صحابہ کرام سے تقلید کا نہ صرف ثبوت مانتے ہیں بلکہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی بھی تسلیم کرتے ہیں اور پھر اس کو مدار بنا کر تقلید کے منکر کو جاہل اور ایسا گدھا قرار دیتے ہیں جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ علی زئی صاحب سمیت تمام آلِ غیر مقلدیت بٹالوی صاحب کی عبارت کے پیشِ نظر اپنا مقام خود ہی سمجھ لیں۔

عام غیر مقلدین مقلد کو ''جاہل'' کہتے ہیں مگر بٹالوی صاحب منکر تقلید کو جاہل کہہ رہے ہیں۔ کہ اگر وہ کتابیں پڑھا ہوا نام کا عالم ہے تو بھی اس کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو، عبرت، عبرت، عبرت۔

۱۵۸ علی زئی صاحب کی سوچ کے برعکس متعدد غیر مقلدین نے لکھا کہ: صحابہ کرامؓ کا تقلید کے جواز پر اجماع ہے۔ چنانچہ آلِ غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی۔'' [معیار الحق، ص:۱۴۳]

میاں صاحب مزید لکھتے ہیں:

''تقلید بطریق عدم تعین کے یہی ہے سبیل مؤمنین کی، اعنی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کی۔'' [معیار الحق، ص:۱۶۴]

میاں صاحب نے مطلق تقلید کو صحابہ کرام کا مذہب قرار دیا ہے۔

محمد بن ابراہیم وزیر یمانی صاحب لکھتے ہیں:

" وأما إجماع الصحابة على تقرير العوام على التقليد۔ یعنی صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ عوام کو تقلید پر برقرار رکھا جائے گا'' [الروض الباسم ۱/۱۰۹]

علامہ یمانی مذکور غیر مقلدین کے نزدیک ''تارکِ تقلید'' ہے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے۔ (التاج المکلل، ص:۲۸۷)

۱۵۹

☆......حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"منع الائمة عن التقليد، إنما هو في حق القادر على أخذ الأحكام عن الأدلة."[فتاویٰ ۲/۲۰۳]

ائمہ کا تقلید سے منع کرنا اس شخص کے حق میں ہے جو احکام کو ان کے ادلہ سے اخذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اس سے معلوم ہوا تقلید کی ممانعت مجتہدین کے لیے ہے، رہے عوام ان کے لیے تقلید کو قریباً سبھی علماء جائز سمجھتے ہیں۔

محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''عوام اور بے یعلمون (جو جانتے نہ ہوں، ناقل) کے لیے ترک مطلق تقلید کا کوئی قائل نہیں بجز حافظ ابن حزم ظاہری جن کا قول علمائے اسلام کے نزدیک مسلم نہیں، دیکھو حجۃ اللہ البالغہ وعقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ وفتوحات مکیہ وغیرہ۔'' [اشاعۃ السنہ ۱۱/۳۱۴]

بٹالوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تقلید کے سب علماء قائل ہیں سوائے ابن حزم ظاہری کے اور ان کی اس بات کا علمائے اسلام میں کوئی اعتبار نہیں۔لہٰذا علی زئی صاحب کا کہنا کہ ''بہت سے علماء سے مروجہ تقلید کی مخالفت ثابت ہے'' محل تامل ہے یا پھر مروجہ'' سے مراد وہ تقلید ہے جو نام نہاد اہلحدیثوں میں پائی جاتی ہے۔یعنی مذموم تقلید مثلاً قرآن وحدیث کے خلاف تقلید کرنا، دیکھیے حاشیہ نمبر ۴۵۔

۱۶۰

☆......علی زئی صاحب کہتے ہیں صحابہ کے مقابلے میں کسی کی کون اہلحدیث سنتا ہے؟ ہم کہتے ہیں قریباً سبھی غیر مقلدین صحابہ کرام کے مخالف چلتے ہیں بطور نمونہ صرف ایک مسئلہ ذکر کرتے ہیں۔علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''قربانی کے دنوں کے بارے میں صحابہ کرام آثار درج ذیل ہیں: ۱۔عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ (تین دن ہیں) اس کی سند صحیح ہے۔۲۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (تین دن ہیں) اس کی سند صحیح ہے۔۳۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ (تین دن ہیں) (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰ ح ۱۵۷۶) اس کی سند صحیح ہے۔۴۔علی رضی اللہ عنہ (تین دن ہیں) اس کی سند حسن ہے۔صحابہ میں سے کسی ایک صحابی سے بھی قربانی کے چار دن ثابت نہیں'' [علمی مقالات ۴/۳۴۵]

لیکن صحابہ کرام کے موقف کے خلاف پاک وہند کے دو چار کے علاوہ سارے غیر مقلدین چار دن قربانی کے قائل ہیں۔

۱۶۱ سلف صالحین کے متعلق علی زئی صاحب تاثر دے رہے ہیں وہ تقلید کے مخالف تھے۔مگر اس پر انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا جبکہ ان کے ہم مسلک محمد حسین بٹالوی صاحب نے لکھا کہ علامہ ابنِ حزم ظاہری کے علاوہ اسلاف میں کوئی بھی تقلید کا مخالف نہیں ہے جیسا کہ حاشیہ نمبر ۱۵۹ میں ان کی عبارت بحوالہ درج

ہو چکی ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب نے بھی لکھا ہے کہ: اسلاف تقلید کیا کرتے تھے۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱۵۶۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ سلف صالحین کا اول گروہ صحابہ کرام ہیں، مگر باعتراف آلِ غیر مقلدیت صحابہ کرامؓ تقلید کے قائل ہیں حاشیہ نمبر ۱۵۸۔۱۵۷/ میں حوالہ جات دیکھے جا سکتے ہیں۔

۱۶۲ۃ علی زئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ صحابہ واسلاف کے خلاف کسی کی بات اہلحدیث سننے کے لیے تیار نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ نام نہاد اہلحدیث صحابہ کرام وسلف صالحین کی نہ صرف مخالفت کرتے ہیں بلکہ انہوں نے ان پر اس قدر طعن وتشنیع کی ہے کہ اگر اسے جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب وجود میں آسکتی ہے، اگر کسی غیر مقلد کو ہماری بات سے اختلاف ہے تو وہ انکار کر کے ایسی کتاب لکھوانے کا سبب بن سکتا ہے۔

۱۶۳ۃ بٹالوی صاحب کی عبارت تقلید کی حمایت میں ہے اور ماضی میں اہلحدیث کہلوانے والے مطلق تقلید کو مانتے تھے بلکہ بٹالوی صاحب نے تو دعویٰ کر دیا ہے کہ علامہ ابن حزم ظاہری کے علاوہ کوئی عالم بھی تقلید کا مخالف نہیں۔ جب بات یونہی ہے تو تقلید کی حمایت میں بٹالوی بیان کو شاذ قرار دینا غلط ہے۔

۱۶۴ۃ جوازِ تقلید کو غیر مفتی بہ کہنا بھی محلِ نظر ہے۔ ایک وقت تھا کہ اہلحدیث کہلوانے والے مطلق تقلید کو تسلیم کرتے تھے اور اسی کے مطابق فتویٰ بھی دیتے تھے ان فتویٰ دینے والوں میں علی زئی صاحب کے دادا استاد ثناء اللہ امرتیسری صاحب بھی ہیں جنہوں نے نہ صرف تقلید کے جواز پر فتویٰ دیا ہے بلکہ مطلق تقلید کو اہلحدیث کا مذہب قرار دیا ہے۔ [فتاویٰ ثنائیہ ۱/۲۵۶]

تقلید کے جواز یا وجوب پر نام نہاد اہلحدیث کے فتاویٰ اور دیگر کتابوں کے کافی حوالے ہم اپنی اسی کتاب میں پچھلے صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔ دیکھیے حاشیہ نمبر ۶۹/ وغیرہ۔

۱۶۵ۃ علی زئی صاحب کی ''مفتی بہ'' اور ''غیر مفتی بہ'' تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مقلدین اپنے مولویوں کے ''اقوال'' پر فتوی دیا کرتے ہیں، ورنہ اس تقسیم کی ضرورت نہیں۔ جبکہ وہ دوسروں کو ''اقوال الرجال'' کا پیرو کہہ کر اپنے لیے صرف قرآن وحدیث پیش کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لفظ ''صرف'' غیر مقلدین کی کتابوں میں ملتا ہے، اس کا ثبوت ہمارے ذمہ ہے ہم سے اس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۶۶ۃ علی زئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ غیر مفتی بہ قول پر عمل یا اسے بطور حجت پیش کرنا غلط ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کا بہت سے غیر مفتی بہ اقوال پر عمل بھی ہے اور اسے دوسروں کے خلاف بطور حجت پیش بھی کیا کرتے ہیں فتاویٰ علمائے حدیث وغیرہ کتابوں میں یہ بات دیکھی جا سکتی ہے۔ (جاری ہے۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

......دارالامین [لاہور] کی مطبوعات......

حیات النبی کی خوشبوئیں (عقیدہ حیات النبیؐ کے موضوع پر پہلی منظوم کتاب)......انجم نیازی......رعائتی:120

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ (ام المؤمنینؓ کی منقبت و مدحت پر سیکڑوں اشعار)......انجم نیازی......رعائتی:120

ہفت اولیاء (صحابہ کرام کے سات دیوانوں کا ایمان افروز منظوم تذکرہ)......انجم نیازی......رعائتی قیمت:140

حسین یادیں (گوشۂ حیات: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ)......نثار معاویہ......رعائتی قیمت:140

[illegible] (اجماع امت، توہین رسالت، مسجد اقصیٰ اور جہاد کے بارے عمار خان کے گمراہ کن نظریات کا تحقیقی جائزہ)......مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا مفتی شعیب احمد......صفحات:428......رعائتی قیمت:200

عقیدہ حیات النبی اور مولانا سخی داد خوستی کے فکری تضادات، افادات: مولانا عبدالحق خان بشیر............قیمت:70

رابطہ: مکتبہ صفدریہ، بہاول پور 0302-6505022......مولانا نعمانی لاہور 0321-4145543

مجلہ صفدر میں شائع شدہ اہم مضامین

مجلّہ صفدر کی چار سالہ فہرست..............................ش:۴۶......قیمت:25

''گوشۂ خاص'' بیاد: ترجمان اہل سنت مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ......ش:۱۷/۱۸......قیمت:30

''گوشۂ خاص'' بیاد: شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ......ش:۱۲/۱۳......قیمت:30

''گوشۂ خاص'' بیاد: مولانا سید صفی اللہ شاہؒ، (المعروف سید عبدالکریم شاہؒ) نہڑوالی بہاولپور......ش:۱۹......قیمت:20

''گوشۂ خاص'' بیاد: تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سید اصلح الحسینیؒ، کراچی......ش:۴۴......قیمت:35

مسجد اقصیٰ اور عمار خان کی یہود نوازی......مولانا مفتی عبدالواحد......ش:۲۶/۲۷......قیمت:40

دیوبندی بریلوی اختلاف اور حضرت امام اہل سنتؒ......حمزہ احسانی......ش:۳۰......قیمت 20

ٹی وی چینل اور حضرت امام اہل سنتؒ......معہ......علماء کا ٹی وی پہ آنا، مثبت و منفی پہلو......ش:۳۹......قیمت:25

مولانا مفتی زاہد کے مؤقف پر ایک نظر (مسئلہ تکفیر شیعہ) مولانا عبدالجبار سلفی......ش:۳۰/۳۳......قیمت:50

کیا دیوبند کی اراضی انگریز کی عطا کردہ تھی؟ (مفتی سعید خان کی تحریرات کا جائزہ) مولانا زاہد حسین رشیدی......ش:۱۴/۲۱

عمار خان ناصر اور مولانا زاہد الراشدی کے بارے اکابر کا فیصلہ اور اس کی وجوہات......ش:۳۸......قیمت:25

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اکابر وفاق سے خط و کتابت اور کمیٹی کے قیام کی روداد۔ ش:۴۲/۴۳۔ قیمت:50

ارباب الشریعہ کی خدمت میں! (عمار ناصر کے بارے مولانا راشدی مدظلہم کا طرزِ عمل) ش:۴۲ تا ۴۵......110

مولانا زاہد الراشدی اور عمار خان ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مکتوب گرامی......ش:۴۴......35

دیوبندی بریلوی اختلاف اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ......ش:۴۴......قیمت 35

رابطہ: مولانا احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

0320-4902150__0334-0312-4612774__0307-5687800

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی اور سوانح پر لکھے گئے
ایمان افروز مضامین اور ولولہ انگیز اشعار کا خوبصورت مجموعہ
المسمیٰ بہ

وہ پروانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

تالیف

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی

مدیر مجلہ "تسکین الصدور" بہاولپور، مدیر اعلیٰ ماہنامہ "صفدر" گجرات